درندہ
زیاد اصغر زارون
آخری قسط

ناول: درندہ

قسط نمبر 50 (آخری قسط)

باب پنجم: کاسر العاکم

مصنف: زیاد اصغر زارون

°°°°°°°°°°

زافیر اپنے کنٹینر ٹرک میں اس مقام تک پہنچ چکا تھا، جہاں شہنشاہ شنداق کا شاندار دربار تھا۔ اب وہاں صرف ویرانی اور بکھرے ہوئے پتھروں کے ڈھیر تھے۔ کہیں چھوٹے چھوٹے نوکیلے پتھر زمین کو زخمی کر رہے تھے اور کہیں بڑے بڑے مٹی کے تودے راستے میں رکاوٹ بنے کھڑے تھے۔

اس سے آگے ٹرک لے جانا ناممکن تھا۔ زافیر نے ایک مناسب جگہ پر ٹرک روکا اور ندیم کو مخاطب کیا،

"چلو، میرے ساتھ..."

دونوں ٹرک سے اترے اور پیدل ہی اس اجڑے ہوئے دربار کی سمت بڑھنے لگے۔ قدموں کے نیچے کڑکڑاتے پتھروں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ خاموش فضا میں ندیم نے اچانک پوچھا،

"کیا یہ سب آفات انسانوں کے اپنے جرائم کا نتیجہ نہیں؟"

زافیر نے چلتے چلتے ایک لمحے کے لیے اسے حیرت سے دیکھا۔ پھر بے چینی کے باوجود ہلکا سا ہنسا اور بولا،

"نہیں یار... یہ سب متوازی دنیا کے بادشاہوں کے کارنامے ہیں۔"

"اچھا..." یہ سن کر ندیم کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔

وہ چلتے چلتے ہی پھر سوال کر بیٹھا،

www.urduboon.com

"کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا نے انسانوں کو ان کے گناہوں کی سزا دینے کے لیے خود ہی تباہی کا ذریعہ بنا دیا ہو؟"

زافیر نے قدم روکے بغیر اس کی طرف دیکھا اور ہلکی سنجیدگی سے کہا،

"نہیں... اب تم ہی بتاؤ۔"

وہ لمحہ بھر رکا، پھر سوالیہ انداز میں بات مکمل کی،

"اگر ایک دہشت گرد خودکش دھماکے میں ہزاروں بے گناہوں کی جان لے لے... تو کیا وہ اللہ کا عذاب شمار ہوگا؟"

یہ کہہ کر اس نے قدم بڑھاتے ہوئے نظریں دوبارہ سامنے جما دیں۔ پھر نرمی اور ٹھہراؤ کے ساتھ خود ہی جواب دیا،

"یقیناً نہیں... یہ محض ایک انسان کی تخریب کاری ہے جس نے معصوم جانیں لیں۔

لہٰذا یہ عذاب نہیں بلکہ ظلم کے زمرے میں آئے گا۔"

یہ سن کر ایک لمحے کو ندیم کے ذہن میں ان تین دیہات کے خوفناک مناظر ابھر آئے جو اس کی درندگی کی نذر ہو چکے تھے۔ قدموں کی رفتار سست پڑ گئی اور وہ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر آہستگی سے ایک نیا سوال پوچھا،

"کیا ہم چُنے ہوئے ہیں؟"

یہ سوال زافیر کو چونکا گیا۔ اس نے حیرت سے گردن موڑ کر ندیم کو دیکھا اور کہا،

"چُنے ہوئے...؟ میں سمجھا نہیں۔"

اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ وہ بولا،

"میرا مطلب ہے کہ ہم آدم خور بننے کے بعد طاقتور ہو گئے ہیں۔

ہم جرائم پیشہ افراد کو مارتے ہیں، ان کا گوشت کھا جاتے ہیں۔

مجھے لگتا ہے کہ یہ خدا کی خصوصی عنایت ہے، جس نے ہمیں دنیا کی صفائی کے لیے چُنا ہے۔"

"ندیم..."

زافیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا، پھر نظریں سامنے گاڑ کر بات جاری رکھی،

"یہ انعام نہیں... بلکہ ایک لعنت ہے۔ ایک ایسا گندہ نشہ جو قتل و غارت پر مجبور کرتا ہے۔"

چاہے تم مجرموں کو مارو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ کبھی کبھار بھلے لوگ بھی اس درندگی کا شکار بن جاتے ہیں۔

فوراً ندیم دوبارہ بول اٹھا۔ اس کی آواز میں ایک ٹھنڈی، سوچ بھری کڑواہٹ تھی،

"میں نے لوگوں کی نفسیات پر گہرا غور کیا ہے اور محسوس کیا ہے کہ اس دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی طرح گندہ ہے۔ کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ سبھی مرد اور عورتوں کو ختم کر دینا چاہیے... صرف بچے رہ جائیں، تاکہ وہ ایک نئی نسل بنا کر دنیا کو دوبارہ سنوار سکیں۔ اس طرح جرائم کا خاتمہ ممکن ہو گا۔"

یہ الفاظ اس نے نیم پوشیدہ انداز میں کہے تھے۔ وہ کھل کر اپنے عزائم ظاہر نہیں کر رہا تھا بلکہ زافیر کی رائے جانچنا چاہتا تھا۔ وہ ابھی اس کی سوچ کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا، اس لیے خاموشی میں آزمائش کر رہا تھا۔

زافیر نے ایک طویل لمحے تک اسے گھور کر دیکھا، آنکھوں میں سختی اور چہرے پر گہری سوچ تھی۔ پھر سنجیدگی سے بولا،

"اگر یہ خیال درست ہوتا تو میں تمہیں بھی ہلاک کر دیتا... اور باقی قیدیوں کو بھی۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے ان کو قتل نہیں کیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تم موت کے مستحق نہیں ہو۔ اور سچ بتاؤں تو وہ مجرمان جنہیں میں نے ماضی میں مارا، آج مجھے لگتا ہے کہ میں نے ان کے ساتھ بھی ظلم کیا۔"

فضا میں ایک سناٹا سا پھیل گیا، پیروں تلے آنے والے پتھروں کی کھردری آواز اور دور کہیں سے اٹھتی ہوا کی سرسراہٹ دونوں ہی ان کے الفاظ کو گونجتا ہوا محسوس کروا رہی تھی۔

ندیم حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا،

"مجھے تو لگا تھا آپ خدا کے چُنے ہوئے منصف ہیں اور پھر ہمیں بھی چنا گیا... تاکہ دنیا میں امن قائم ہو سکے۔"

"منصف...؟" زافیر ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ ہنسا، پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولنے لگا،

www.urduboon.com

"کیاوہ لوگ منصف یاخدا کے چنے ہوئے ہو سکتے ہیں جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کا خون پیتے ہیں؟ کیا کوئی مذہب ایسے ظلم کی اجازت دیتا ہے؟ یہ محض ایک وہم ہے جو تمہارے دماغ میں بیٹھ گیا ہے۔"

یہ بات سن کر ندیم چپ ہو گیا اور قدم آگے بڑھاتا رہا۔ زافیر بھی خاموشی سے اسی رفتار سے ساتھ چلتا رہا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد اچانک زافیر نے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا،

"اور ہاں..." اس نے ندیم کی آنکھوں میں دیکھ کر بات جاری رکھی،

"وہ خیال کہ سب مرد وزن ختم ہو جائیں اور پھر نئی نسل جرائم سے پاک دنیا بسائے گی... یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ دنیا میں جرم تب تک رہے گا جب تک انسان موجود ہے۔ ہمیں اسی دنیا کے ساتھ رہنا ہو گا۔ اور اس کا مطلب ہر کسی کو ہلاک کر دینا ہر گز نہیں۔ ہماری کوشش یہی ہونی چاہیے کہ لوگوں کو سدھارنے کی راہ تلاش کریں، نہ کہ تباہی پھیلائیں۔"

یہ سن کر ندیم کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکان نمودار ہوئی، وہ اداسی سے بولا،

"آپ بہت بدل گئے ہیں۔"

زافیر نے آنکھوں میں ماضی کی تلخی لیے کہا، "میں پہلے بھی ایسا ہی تھا، مگر اب میں نے آدم خوری چھوڑ دی ہے۔ اب میں ایک عام انسان ہوں باقی سب انسانوں کی طرح۔ اور تم سے بھی یہی کہوں گا، ابھی تم شروعاتی دور میں ہو۔ اپنے آپ کو بدلو اور اس گندگی سے نکل آؤ۔"

ندیم اثبات میں سر ہلا کر خاموش رہا۔ وہ دونوں چلتے چلتے شنداق کے ویران دربار کے قریب پہنچ گئے۔ راستہ مٹی کے تودوں اور بکھرے پتھروں سے بھرا تھا۔ ہر قدم پر پتھروں کی کھردری آواز اٹھ رہی تھیں اور خشک ہوا ان کے چہروں سے ٹکراتی رہی۔ وہ مٹی کے ڈھیر اور پتھروں کے پار چڑھتے ہوئے اس جگہ کی طرف بڑھے جہاں ایک بڑا، ہموار پتھر پڑا تھا... شنداق کا تخت۔

وہاں پہنچ کر انھیں سب سے بڑی الجھن یہ ہوئی کہ شنداق کے جسم سے الگ ہونے والی مٹی کو پہچاننا مشکل تھا۔ عام مٹی کے ملبے، سپاہیوں کے وجود سے چھٹنے والی مٹی اور شنداق کی مادّہ نما مٹی... سب ایک جیسی ملتی جلتی تہہ میں بکھرے تھے۔

یہ صورتحال دیکھ کر زافیر کے دل میں بے چینی جاگ اٹھی۔ اس نے ندیم کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا،

www.urdubooon.com

"شہنشاہ شنداق ایک دیو قامت بادشاہ ہے۔ یہاں ہر مٹی کے ٹکڑے کو غور سے پرکھ کر الگ کرنا ہوگا۔ جو بھی ٹکڑا تمہیں ایسا لگے جیسے کسی بھاری وجود سے جڑا ہو، فوراً مجھے دکھانا۔"

یہ کہہ کر وہ شنداق کے ٹوٹے ہوئے تخت کے قریب بیٹھ گیا اور ایک ایک ذرے کو ٹٹولنے لگا۔ مگر ٹکڑے اتنے باریک اور بے ترتیب تھے کہ پہچاننا مشکل تھا۔ ندیم بھی خاموشی سے زمین پر جھک گیا اور بکھرے ہوئے ذرات میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ اچانک اس کی نظر ایک بڑے ٹکڑے پر پڑی، جو حیرت انگیز طور پر کسی آنکھ کے خول جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

ٹکڑا اٹھا کر وہ تیزی سے زافیر کے پاس آیا اور بولا،

"ایک بار یہ دیکھیے گا۔"

زافیر نے اس کے ہاتھ سے وہ ٹکڑا لیا، انگلیوں کے درمیان الٹا پلٹا کر دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس کے ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بہت خوب... یہ شنداق کی آنکھ سے جھڑا ہوا ٹکڑا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ ایک بڑے پتھر کو پھلانگ گیا اور قدم تیز کرتے ہوئے بولا،

"چلو، اب ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔"

اب دونوں کا رخ واپس ٹرک کی جانب تھا... جہاں سے ان کی اگلی منزل... میدانِ جنگ ان کا منتظر تھا۔

oooooooooo

زمار جب میدانِ جنگ کے قریب پہنچا تو طوفانی آندھی کے زور نے اس کے قدم جمانا دشوار کر دیا۔ سامنے بہت دور، شنداق اور سموم ایک دوسرے میں اس شدت سے گتھے ہوئے تھے جیسے کوئی دیو ہیکل گوریلا کسی جری انسان سے لڑ رہا ہو۔ دونوں کے وار اتنے زبردست تھے کہ فضا لرزتی محسوس ہو رہی تھی۔

زمار کی آنکھیں ان پر جم گئیں۔ وہ بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ سموم کا وجود بظاہر شنداق کے مقابلے چھوٹا تھا، مگر اس کی تیزی اور برق رفتاری ایسی تھی کہ گویا وقت بھی اس کے آگے ٹھہرنے سے قاصر ہو۔ شنداق جب بھی بھرپور وار کرتا، اس کا وار سموم کے وجود کو چیرتا ہوا بے اثر نکل جاتا، لیکن سموم کے ہر حملے میں ایسی کاری ضرب تھی کہ شنداق کے قدم زمین سے اکھڑ جاتے۔

اچانک شنداق نے لمحہ غنیمت جانتے ہوئے اپنی تلوار پوری قوت سے سموم کی طرف اچھال دی۔ تلوار گھومتی ہوئی قوس بناتی تیزی سے اس کی سمت بڑھی۔ سموم بجلی کی سی تیزی سے ایک جانب جھک گیا اور تلوار اس کے بدن کو چیرنے کے بجائے گھومتی ہوئی دور جا گری۔

سموم نے سکون کا سانس لیا، یہی سمجھا کہ شنداق کا وار خطا گیا ہے۔ لیکن یہ محض اس کی توجہ ہٹانے کا فریب تھا۔

اگلے ہی پل شنداق نے دونوں ہاتھ زمین پر جما کر اوپر اٹھائے تو زمین غراہٹ کے ساتھ پھٹی اور ایک لمحے سے پہلے ہی اس میں سے دو بڑی مٹی کی دیواریں ابھریں۔ سموم سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ دیواریں آہنی شکنجے کی طرح اس کے گرد سمٹ آئیں اور اسے اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔

سموم نے فوراً اپنے وجود کو سیاہ دھوئیں میں بدلنے کی کوشش کی، لیکن دیر ہو چکی تھی۔ شنداق نے تیزی سے ہاتھ نیچے جھکا دیے اور وہ دیواریں سموم کو ساتھ لے کر زمین کی گہرائیوں میں دھنسنے لگیں۔ مٹی کی تہہ پر تہہ اس کے اوپر جمتی چلی گئی، جیسے زمین نے شنداق کے تابع ہو کر اسے نگلنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

آندھی تھم چکی تھی۔ زمار نے ایک نظر منظرِ جنگ پر ڈالی اور تیزی سے دوڑتا ہوا رینا تک جا پہنچا۔ شنداق کے ایک سپاہی نے اس پر وار کرنا چاہا مگر تلوار زمار تک پہنچنے سے پہلے ہی، رینا کی تیز تلوار نے سپاہی کو وہیں ڈھیر کر دیا۔

زمار نے گھبرائے لہجے میں کہا،

"رینا... میرے ساتھ چلو، بہت بڑی پریشانی ہو گئی ہے!"

رینا نے قریب آتے ایک اور سپاہی کو ذروں میں بدل دیا اور بغیر کچھ پوچھے میدانِ جنگ سے باہر کی طرف لپکی۔ زمار بھی اس کے پیچھے بھاگ پڑا۔ راستے میں آنے والے مزید دو تین سپاہی اس کی دھواں دار تلوار کے ایک ہی وار سے دھول کی طرح بکھر گئے۔

جب وہ میدان سے باہر نکلے تو رینا ہانپتے ہوئے رک گئی اور پوچھا،

"ہاں... کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟"

زمار لب کھولنے ہی والا تھا کہ اچانک ایک زوردار دھماکے نے زمین ہلا دی۔ دھرتی چیر کر پھٹی اور سموم ایک دیو کی مانند زمین کے اندر سے ابھرا، پھر فضا میں بلند ہو گیا۔ اس کا پورا وجود سیاہ دھوئیں میں بدل چکا تھا اور جسامت شنداق سے دوگنی ہو گئی تھی۔

www.urduboon.com

زمین کے دھماکے سے مٹی کے بڑے بڑے تودے قلابازیاں کھاتے ہوئے ان کے قریب آ گرے۔ رینا نے فوراً زمار کو جھکایا اور وہ بال بال بچ گئے۔ چند لمحوں کا سکون نصیب ہوتے ہی رینا نے زمار کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور اسے مزید فاصلے کی طرف کھینچ لے گئی۔

اب سموم کے وجود سے آندھی تو نہیں پھوٹ رہی تھی، لیکن اس کے بدن سے اُٹھتا کالا دھواں یوں فضا میں پھیل رہا تھا جیسے کسی کوئلے کی کان میں آگ بھڑک اُٹھی ہو اور اس کا سیاہ دھواں آسمان کو نگلنے پر تُلا ہو۔ لمحہ بھر بعد سموم نے جب زمین پر قدم جمائے تو دھرتی لرز اُٹھی۔ اس دھماکہ خیز لرزش نے شداق کو بھی ایک پل کے لیے گھبراہٹ سے ساکت کر دیا۔

رینا نے زمار کو میدانِ جنگ سے کافی فاصلے پر روک کر تیزی سے پوچھا،

"کیا ہوا؟ اتنے ہڑبڑائے ہوئے کیوں ہو؟"

اس نے ہانپتے ہوئے جواب دیا،

"یہ جنگ صرف متوازی دنیا تک محدود نہیں رہی۔ جو کچھ یہاں ہو رہا ہے، اس کا اثر حقیقی دنیا پر بھی پڑ رہا ہے۔ وہاں آگ برس رہی ہے، زلزلے آ رہے ہیں... اور لاکھوں لوگ لقمۂ اجل بن گئے ہیں۔"

رینا کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت جھلکی مگر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے بے رخی سے کہا،

"تو... پھر میں کیا کروں؟"

یہ کہہ کر اس نے ایک نظر میدانِ جنگ کی طرف ڈالی جہاں شداق اور سموم ایک دوسرے میں بُری طرح الجھے ہوئے تھے۔ سموم کے اپنے اصل طاقتور روپ میں آتے ہی اس کا وجود اب ٹھوس ہو چکا تھا۔ پہلے تو شداق کے ہر وار کے باوجود وہ دھوئیں کی طرح بچ نکلتا تھا، لیکن اب دونوں دیو قامت وجود پوری قوت کے ساتھ ایک دوسرے کو پٹخ رہے تھے، زمین ان کے تصادم سے کانپ رہی تھی۔

اس نے واپس نظریں زمار کی طرف کیں تو اس کے چہرے پر چھائی شدید حیرت اور پریشانی دیکھ کر تپ گئی،

"تمھیں کیوں ہمدردی ہو رہی ہے انسانوں سے؟" اس نے غصے میں کہا۔

"رینا... یہ غلط ہے۔ انسانوں کو کھانا ہماری مجبوری ہے کیونکہ وہ ہماری خوراک ہیں، لیکن ساری دنیا کو مٹا دینا؟ یہ تو سراسر ظلم ہے!"

www.urduboon.com

وہ جھنجھلا کر بولی،

"اپنی بکواس بند کرو! یہاں جنگ برپا ہے اور تمہیں انسانوں کی فکر ہو رہی ہے!"

یہ کہہ کر وہ پلٹنے لگی، مگر زمار نے اس کی کلائی مضبوطی سے پکڑ لی۔ اس کی آواز میں بے چینی لرز رہی تھی،

"ایسا مت کرو... ہمیں یہ تباہی روکنی ہوگی۔ میں نے زافیر کو بھیجا ہے کازمار اور آبیاروس کی طرف..."

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی رینا نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا،

"ایک منٹ... کیا تم زافیر سے ملے؟ کیا وہ واپس آگیا ہے؟"

یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک سی ابھر آئی۔

زمار نے گہرا سانس لیا اور جواب دیا،

"ہاں... میں نے اسے یقین دلایا ہے کہ جب وہ یہاں آئے گا تو اس تباہی کو روکنے کے لیے ہم اس کا ساتھ دیں گے۔"

رینا کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھوٹ پڑی،

"واہ... کیا چال چلی تم نے؟ بہت اچھا کیا کہ اکیلے اس کا سامنا نہیں کیا۔ آنے دو خبیث کو... آئے گا تو ملکہ دارونتھا کا نوالہ بنے گا۔"

زمار نے سخت لہجے میں نگاہیں جماتے ہوئے کہا،

"کوئی چال نہیں چلی۔ بس تباہی روکنے میں میری مدد کرو... پھر جو دل میں آئے کر لینا۔"

"بھاڑ میں جائے دنیا اور سبھی انسان... مرتے ہیں تو مر جائیں..۔"

وہ غصے میں چیخی، پھر زمار کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے، کڑوے لہجے میں بولی،

"تمہارے الفاظ سے ہمدردی کی بو آرہی ہے... وہ ہمدردی جو زافیر اور انسانوں کے لیے جاگ اٹھی ہے۔ یہ مت بھولو کہ وہ ہمارے خاندان کا قاتل ہے۔"

www.urduboon.com

زمار نے ایک لمبا سانس لیا، آنکھوں میں خالی پن اور چہرے پر بے چینی تھی۔ آہستگی سے بولا،

"رینا... یہ معاملہ اب صرف انتقام تک محدود نہیں رہا۔ اگر حقیقی دنیا میں کوئی زندہ ہی نہیں بچے گا تو ہم خود کتنے عرصے تک زندہ رہ پائیں گے؟ سب انسان ختم ہو گئے تو ہمارا شکار کہاں سے آئے گا۔"

اس کے لہجے میں ایک تلخ سچائی جھلک رہی تھی۔ دراصل وہ جان گیا تھا کہ رینا ہمدردی کے باعث نہ صحیح، مگر اپنے شکار کے ختم ہونے کے خوف سے آخر کار ساتھ دینے پر آمادہ ہو سکتی ہے۔

اور واقعی ویسا ہی ہوا۔ اس کی بات سن کر وہ گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اس نے آہستگی سے کہا،

"ٹھیک ہے... بیٹھو، اس کا انتظار کرتے ہیں۔ جب وہ آئے گا تو کوئی حل نکالیں گے، مگر اتنا بتا دوں کہ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

زمار نے پختہ ارادے اور مضبوط عزم کے ساتھ کہا، "پہلے تباہی روکنے میں مدد کرو... پھر ہم دونوں مل کر اسے مار دیں گے۔"

رینا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ایک لمحے کے لیے گہرائی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جیسے اس کے جذبات پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر وہ اسی جگہ بیٹھ گئی اور دور میدانِ جنگ کی طرف نظریں جما دیں... وہ جگہ جہاں ہوا اور مٹی کے سپاہی ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور دونوں دیو قامت بادشاہ ایک دوسرے پر بے رحمی سے حملے کر رہے تھے۔

oooooooooo

کازمار اپنی فوج کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا نئے محاذ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کا رخ براہِ راست میدانِ جنگ کی سمت تھا۔ وہ ایک کھلے میدان سے گزر کر گھنے جنگل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دور سے جنگل کے پار فضا میں بلند ہوتا کالا دھواں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اتنا دبیز اور وحشت ناک دھواں دیکھ کر کازمار فوراً سمجھ گیا کہ سموم اپنے اصل اور طاقتور وجود میں ظاہر ہو چکا ہے... وہ روپ جس کے سامنے شنداق کا ٹھہرنا تقریباً ناممکن تھا۔

ابھی وہ پیش قدمی میں مصروف تھے کہ اچانک ایک زوردار دھاکہ گونجا اور یوں لگا جیسے اوپر سے پانی کا سیلاب برس پڑا ہو۔ کازمار نے چونک کر نظریں اٹھائیں تو فضا میں آبیاروس کا دیو قامت وجود دکھائی دیا، جو جنگل کی سمت لپک رہا تھا۔ اس کی اونچائی اور اندازِ حرکت سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس نے کوئی عام چھلانگ نہیں لگائی بلکہ کم از کم دو میل دور سے یہ جست بھری تھی۔

www.urdubooon.com

اگلے ہی پل آبیاروس دھڑام سے زمین سے ٹکرایا۔ چند خوفناک قلابازیاں کھانے کے بعد وہ جنگل کے کنارے جا کر رُکا۔ اس کے قدم زمین پر جمتے ہی دھرتی لرز اٹھی۔ قریب کے درخت جڑ سے اکھڑ کر دھڑام سے زمین پر جا گرے اور فضا لرزتے شور سے گونج اٹھی۔

وہ سنبھلتے ہی اٹھا اور کازمار کی طرف رخ موڑا۔ کازمار کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی، متکبر لہجے میں اس نے کہا،

"تمہارے سینے پر جو تمغہ میں نے لگایا ہے، کیا اس کی ذلت تمہیں غیرت نہیں دلاتی کہ تم کہیں چھپ جاؤ؟ کیا اب تم یہاں مرنے آئے ہو؟"

آبیاروس نے آہستگی سے قدم بڑھائے، فاصلہ کم کیا اور گرج کر بولا،

"میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے مار کر قصہ ختم کر دو مگر تم ہمت نہیں دکھا پائے۔ اب میں خود تمہیں مارنے آیا ہوں۔"

کازمار نے حقارت سے ہنستے ہوئے بازو پھیلا دیے اور کہا،

"چلو پھر... آؤ اور اپنا شوق پورا کرو۔"

فضا میں ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا اور پھر دونوں دیو قامت وجود ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے، جیسے طے شدہ ٹکراؤ کا منظر ابھی شروع ہونے والا ہو۔

"کیوں نہیں؟"

یہ کہتے ہی آبیاروس نے کازمار کی فوج سے کچھ فاصلے پر دائیں طرف ہاتھ بلند کیا اور وہاں سے تیز پانی کی ایک زوردار لہر اچھالی، جو زمین پر بہتی ہوئی بہت دور تک پھیل گئی۔ کازمار نے حیرت سے دیکھا کہ یہ حملہ اس کی طرف کرنے کے بجائے ایک طرف کیوں پھینک رہا ہے۔ اگلے ہی لمحے آبیاروس نے اپنے بائیں ہاتھ کو حرکت دی اور وہاں سے بھی پانی کی ایک دوسری لہر نکل کر پھیل گئی۔ یہ پہلی لہر جتنی طاقتور نہیں تھی مگر اپنی سمت میں تیزی سے دور تک بڑھتی گئی۔

کازمار نے بھنویں سکیڑ کر طنزیہ لہجے میں کہا،

"یہ کیا کر رہے ہو؟ اگر مجھے مارنا چاہتے ہو تو سیدھا آگے بڑھو..."

www.urduboon.com

وہ اپنی بات مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ آبیاروس کے پورے وجود سے ایک سرد بھاپ سی ابھرنے لگی۔ لمحوں میں وہ سفیدی اس کے بدن کو ڈھانپ گئی اور پھر ہاتھوں سے پھوٹتی ہوئی تیزی کے ساتھ پانی کی لہروں میں سرایت کر گئی۔ وہی لہریں، جو دونوں اطراف بہہ کر دور نکل گئی تھیں، اب جم کر برف کی دیواروں کا روپ دھارنے لگیں۔

یہ منظر دیکھ کر کازمار چونک اٹھا۔ اس نے فوراً اپنے دائیں ہاتھ کو بلند کیا اور نیلی آگ کا ایک بڑا گولہ بنا کر آبیاروس کی طرف اچھال دیا۔ آبیاروس نے لمحہ بھر کی تاخیر کیے بغیر اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ برفیلی لہر آگ کے گولے سے ٹکرا گئی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا، آگ کے گولے نے لپک کر ساری برف کو بھاپ میں بدل دیا اور پھر بجھ کر غائب ہو گئی۔

دھماکے کے بعد فضا میں بھاپ کی دبیز چادر چھا گئی، جو میدان کو دھندلا کر خوفناک منظر پیش کرنے لگی۔

یہ منظر دیکھ کر کازمار کا غصہ حد سے بڑھ گیا۔ اس نے غرّا کر کہا،

"تُو باز نہیں آئے گا...!"

اتنا کہتے ہی اس نے دونوں ہاتھ آگے کیے اور جلتی ہوئی آگ کی خوفناک لہریں آبیاروس کی طرف اچھال دیں۔ مگر آبیاروس کا وجود پہلے ہی برفانی سفیدی میں ڈھل چکا تھا، اس کے بدن سے مسلسل ٹھنڈی بھاپ اٹھ رہی تھی۔ اس نے آگ کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی، بس اپنی تمام تر توجہ اپنے ہی وجود پر مرکوز رکھی۔ آگ کی دہکتی لہر اس کے جسم سے ٹکرا کر لپٹ گئی، مگر وہ مسلسل اپنے وجود کا درجہ حرارت گراتا جا رہا تھا۔

آگ کی جھلسا دینے والی تپش کے باوجود، اس کے جسم پر برف کی تہہ اور زیادہ دبیز ہوتی جا رہی تھی۔ لمحہ بھر کو برف پانی میں بدل کر بہہ جاتی، مگر اگلے ہی لمحے نئی تہہ اس پر جم جاتی۔ وہ جلتی لپٹوں کے سامنے ڈٹا رہا اور ایک ایک قدم بڑھاتا ہوا آگ کے دہانے میں داخل ہوتا چلا گیا۔

پھر اس نے ایک نظر دونوں اطراف کھڑی اپنی برفانی دیواروں پر ڈالی۔ لمحے بھر کو اپنے ہاتھ ان دیواروں کی طرف بڑھائے اور انگلیاں مٹھیوں میں کس لیں۔ اگلے ہی پل دونوں دیواریں دھماکے سے پھٹ گئیں۔ وہ یوں پھٹیں جیسے کسی آتش فشاں نے اندر کا لاوا باہر اچھال دیا ہو۔ برف کے بے پناہ ٹکڑے اور برفیلی لہریں کازمار کی فوج پر ٹوٹ پڑیں۔

چند ہی لمحوں میں ہزاروں سپاہی برف تلے دب کر کچلے گئے۔ ان کے جسم برف کی شدت سے چیخ کر ٹوٹے اور سیاہ کوئلوں کے بکھرے ٹکڑوں کی طرح زمین پر جا گرے۔ فضا میں موت کی چیخیں اور برف کی کرچیاں ایک ساتھ گونج اٹھیں۔

یہ منظر دیکھ کر کازمار لمحہ بھر کو سہم گیا۔ اس کی آنکھوں میں خوف کی ایک پرچھائی سی لہرا گئی، مگر اس نے فوراً ہی اپنے خوف کو غصے کے لاوے میں بدل ڈالا۔ وہ پوری قوت سے دھاڑا اور اپنی آگ کی شدت کو مزید بڑھا دیا۔ شعلے اب یوں بھڑکنے لگے جیسے آسمان تک لپک جائیں گے۔

آبیاروس نے بھی اسی لمحے اپنے دونوں ہاتھ نیچے کرتے ہوئے پھیلا دیے۔ اس کے وجود سے برف کی لہریں آگے بڑھیں اور پھر ان لہروں سے، اس کے ہاتھوں میں دو نوکیلی، شفاف اور سخت برفانی تلواریں ابھر آئیں۔ ان کی دھار اتنی تیز تھی کہ دور سے دیکھنے والا بھی ان کی کاٹ کو محسوس کر سکتا تھا۔

اب آگ کی دہکتی تپش آبیاروس کے چہرے کو جھلسانے لگی تھی۔ اس نے اپنا بازو چہرے کے سامنے لا کر ڈھال بنا لی اور دہکتی لپٹوں کو چیرتا ہوا قدم بقدم آگے بڑھنے لگا۔ ہر قدم پر زمین جلتی، فضا دہکتی اور اس کا برفانی وجود شعلوں میں لپٹا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ کازمار کے بالکل قریب جا پہنچا۔

اگلے ہی پل آبیاروس نے بازو چہرے کے سامنے سے ہٹا دیا۔ اس کی آنکھوں میں فولاد جیسی سختی اور انتقام کی چمک تھی۔ اس نے دونوں برفیلی تلواریں کراس کی شکل میں بلند کیں، اپنی پوری قوت مجتمع کی اور ایک ہی جھٹکے میں کازمار کے دونوں بازوؤں پر وار کر دیا۔

وار اتنا تیز اور بے رحم تھا کہ کازمار کی کلائیاں یوں کٹ گئیں جیسے کسی نے قلم تراشا ہو۔ لمحے بھر میں اس کے دونوں ہاتھ، جو آگ برسا رہے تھے، کلائیوں سے الگ ہو کر زمین پر جا گرے۔ شعلے بجھ گئے اور اس کے سپاہی دہشت سے کانپتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے۔

کازمار کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ ابھری جس نے زمین و آسمان کو ہلا ڈالا۔ اس کی کلائیوں سے دہکتا ہوا خون لاوے کی مانند زمین پر ٹپک رہا تھا، جہاں ٹکراتے ہی مٹی جل کر سیاہ ہو جاتی۔ اس نے غیض و غضب سے آبیاروس کو گھورا اور پھر اپنے وجود کے اندر آگ کے طوفان کو مجتمع کرنے لگا۔

اب وہ اپنے اندر ایک ایسا آتشیں گولہ بنا رہا تھا جو تباہی کا نقطہ کمال تھا۔ ایسا گولہ، جو اگر آزاد ہو جاتا تو پورے میدان کو خاکستر کر دیتا اور آبیاروس کو بھی ٹکڑوں میں بکھیر سکتا تھا۔ فضا میں شدتِ حرارت بڑھ گئی تھی جیسے قیامت کا دھماکہ ہونے ہی والا ہو۔

آبیاروس نے اس کے مہلک وار کا اندازہ لگاتے ہی بجلی سی تیزی دکھائی۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں تھامی برفیلی تلوار زمین پر گرا دی اور ہتھیلی کا رُخ کازمار کی جانب موڑ دیا۔ اگلے ہی لمحے، اس کے ہاتھ سے پانی نہیں بلکہ باریک ذرات کی مانند تیز اور چبھتی ہوئی برف پھوٹنے لگی۔

یہ برفیلے ذرات کازمار کے دہکتے وجود سے ٹکرائے اور آگے بڑھتے ہوئے اس کے اردگرد کھڑے تمام سپاہیوں کو اپنی لپیٹ میں لینے لگے۔ لمحوں میں وہ منظر ایک برفانی طوفان کی شکل اختیار کر گیا۔ اتنی شدید اور بے رحم برف باری تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے پورا لشکر برف کے اندر دفن ہونے لگا۔

www.urdubooks.com

سپاہی اس طوفانی یخ بستگی کو سہہ نہیں پائے۔ ان کے وجود جم کر ساکت ہو گئے اور پھر لمحہ بہ لمحہ کوئلے کے کالے ڈھانچوں میں بدل گئے۔ ان کے جسموں سے اٹھنے والی بھاپ اور برف کے ذرات نے فضا کو ایسے ڈھانپ لیا کہ روشنی تک ماند پڑ گئی۔

مگر کازمار کی کہانی مختلف تھی۔ اس کے گرد برف کی تہہ جمی تو سہی، لیکن اس کی آنکھوں کی پتلیاں اب بھی زندہ ہونے کی گواہی دے رہی تھیں۔ وہ حرکت کر رہی تھیں، جیسے اپنی بے بسی اور قید پر چیخ چیخ کر احتجاج کر رہی ہوں۔

آبیاروس نے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی برفانی یلغار کو کم نہیں کیا۔ وہ مسلسل برف برساتا رہا، یہاں تک کہ یقین ہو گیا کہ کازمار اب صدیوں تک اس برف کی دیوار کو توڑ کر نکلنے کے قابل نہیں ہو گا۔ برف کی تہہ اس کے وجود پر یوں جم گئی تھی جیسے ایک سرد تابوت، جو اسے ہمیشہ کے لیے قید کر دے۔

آخر کار آبیاروس نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنا ہاتھ نیچے جھکا دیا۔ اس کی ہتھیلی سے نکلنے والی برف باری تھم گئی۔ فضا میں پھیلی سفیدی آہستہ آہستہ چھٹنے لگی اور جنگل میں ایک دبیز سناٹا چھا گیا۔

وہ آہستگی سے جھکا اور زمین سے کازمار کا کٹا ہوا دایاں ہاتھ اٹھا لیا۔ پھر سیدھا ہو کر اس کی حرکت کرتی آنکھوں کے عین سامنے کھڑا ہو گیا۔ برف کی تہہ کے نیچے کازمار کی پتلیاں ساکت نہیں ہو رہی تھیں، وہ نفرت اور بے بسی سے لرز رہی تھیں۔

آبیاروس نے نرم مگر گہرے لہجے میں کہا،

" اگر میں چاہتا تو بہت پہلے اپنی پوری طاقت لگا کر تمہیں ختم کر دیتا...

بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ میں نے اپنی اصل طاقت کو کبھی پہچانا ہی نہیں۔ مجھے تو میری قوت کا احساس ایک انسان نے دلایا۔ میں ہمیشہ خوفزدہ رہا کہ میری طاقت تباہی لاتی ہے، اسی لیے میں نے اسے قابو میں رکھا۔ کیونکہ اگر یہ بے لگام ہو جاتی تو آدھی دنیا برف کے سمندر میں دفن ہو سکتی تھی۔"

وہ لمحہ بھر رکا، اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا بوجھ اتر آیا۔ پھر دھیمی آواز میں بولا،

"لیکن اس نے صحیح کہا تھا... تباہی کو روکنے کے لیے کئی بار قربانی دینا ہی پڑتی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے کازمار کی برف میں جمی آنکھوں میں ایک آخری نگاہ ڈالی۔ وہ نگاہ سرد بھی تھی اور فیصلہ کن بھی۔ پھر وہ الٹے قدموں پلٹا اور جنگل کی سمت قدم بڑھا دیئے۔

www.urdubooon.com

چند ہی قدم بعد اس کا چلنا دوڑ میں بدل گیا۔ ٹھنڈی ہوا اس کے وجود کے ساتھ لپٹتی جا رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وقت اس کے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔ اسے جلد از جلد شنداق کے پاس پہنچنا تھا... اور سب سے بڑھ کر، زافیر کی مدد کرنا تھی۔ کیونکہ اب دنیا کی بقا اسی پر منحصر تھی۔

°°°°°°°°°°

زافیر کا ٹرک کچی زمین پر چھوٹے پتھر ٹائروں تلے کچلتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ مخصوص فاصلے پر فضا میں اٹھتا ہوا کالا دھواں واضح نظر آ رہا تھا، یہی میدانِ جنگ کا اشارہ تھا۔ وہ تیز رفتاری سے ٹرک کو آگے بڑھا رہا تھا، نگاہیں مسلسل سامنے کچے، پتھریلے راستے پر جمی ہوئی تھیں۔

اچانک ندیم نے اس سے پوچھا،

"کیا ہمارے ساتھی بھی اس جنگ میں شریک ہوں گے؟"

زافیر نے سڑک کی طرف نظریں جمائے جواب دیا،

"ہاں... قریب پہنچ کر ہم انہیں آزاد کریں گے، مگر ایک اہم ہدایت ضرور دینی ہوگی۔"

"وہ کیا؟" ندیم نے بے تابی سے پوچھا۔

زافیر نے تاکیدی انداز میں کہا،

"وہ صرف شاہِ سموم کے سپاہیوں پر حملہ کریں۔"

ندیم کی آواز میں بے چینی جھلکی،

"اچھا... لیکن انہیں کیسے پتا چلے گا کہ شاہِ سموم کے سپاہی کون سے ہیں؟"

"جن سپاہیوں کے وجود سے دھواں نکل رہا ہو یا جن کے جسم ہوا میں لرزتے ہوئے لہرا رہے ہوں، وہی سموم کے سپاہی ہیں۔"

زافیر نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

ندیم مزید کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک زافیر نے زور سے بریک پر پیر مار دیا۔ ٹرک جھٹکے سے رکا۔ دراصل اس نے سائیڈ مرر میں آبیاروس کو ان کی سمت دوڑتے دیکھا تھا۔ اس کے قدموں کے ساتھ ساتھ زمین پر پانی کی ندیاں اُمڈ رہی تھیں، یوں لگ رہا تھا جیسے خود فطرت اس کی راہ میں بہنے لگی ہو۔

www.urdubook.com

زافیر نے فوراً ٹرک کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ چند ہی لمحوں میں آبیاروس ان تک پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں کازمار کا کٹا ہوا ہاتھ تھا۔ وہ قریب آ کر رکا، پھر جھک کر وہ ہاتھ زافیر کے سامنے کر دیا اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا،

"یہ تحفہ تمہارے لیے لایا ہوں۔"

زافیر کا چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھا۔ اس نے کازمار کا کٹا ہوا ہاتھ تھامنا چاہا، مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کے وزن سے جھک گیا۔ یہ ہاتھ اتنا بھاری تھا کہ جیسے پتھروں کا ڈھیر اٹھا رہا ہو۔ ہاتھ کی جسامت ایسی تھی کہ اگر کسی آٹھ سالہ بچے کو اس کے برابر کھڑا کیا جاتا تو بچہ اُس کے سائے میں دبکا ہوا دکھائی دیتا۔

زافیر نے پریشانی سے ایک نظر اس دیو قامت ہاتھ پر ڈالی اور الجھے لہجے میں بولا،

"یہ تو حد سے زیادہ بھاری ہے... کیا پورا ہاتھ لے جانا ضروری ہے؟"

آبیاروس نے خاموشی سے وہ بوجھ اس کے ہاتھوں سے واپس لے لیا۔ پھر ایک جھٹکے سے کازمار کا انگوٹھا الگ کر کے باقی ہاتھ دور پھینک دیا۔ اس کے بعد وہ انگوٹھا زافیر کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا،

"کیا اب یہ کافی ہے؟"

زافیر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے فوراً ہاتھ آگے بڑھایا، کٹا ہوا انگوٹھا تھاما اور خوشی سے بولا،

"ہاں... اب میں اسے سنبھال لوں گا۔"

اب آبیاروس کے چہرے پر سنجیدگی کی لکیریں گہری ہو چکی تھیں۔ اس نے زافیر کو مخاطب کرتے ہوئے سخت تاکید کے ساتھ کہا،

"میں اب شنداق کی مدد کے لیے جا رہا ہوں۔ یہ تینوں حصے کسی بیگ میں محفوظ کر لو اور انہیں خود سے الگ مت کرنا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب تاج مل جائے تو فوراً متوازی دنیا سے نکل جانا۔ اور یاد رکھنا، شنداق کی نظروں میں مت آنا۔ وہ دونوں دنیاؤں کے دروازوں کا پہرے دار ہے۔ اگر اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ تم کیا کرنے والے ہو، تو وہ سموم کو چھوڑ کر خود تمہارے پیچھے پڑ جائے گا یا اپنے سپاہی تمہیں روکنے کے لیے بھیج دے گا۔ اور یقین جانو، سموم بھی ایسا ہی کرے گا۔"

زافیر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا، "میں پوری احتیاط کروں گا۔"

یہ سن کر آبیاروس نے اپنا بھاری، دیو ہیکل ہاتھ نرمی سے زافیر کے سر پر رکھا اور شفقت بھرے انداز میں دعا دی،

"خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔"

یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹا اور ایک ہی جست میں میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ہر قدم کے ساتھ زمین سے چشمے پھوٹ رہے تھے جو تیزی سے ندیوں کا روپ دھار رہے تھے۔

زافیر نے لمحہ ضائع کیے بغیر ٹرک میں بیٹھ کر اسے آگے بڑھا دیا۔

oooooooooo

شنداق اپنی تلوار پہلے ہی سموم کو قابو کرنے کی کوشش میں گنوا بیٹھا تھا اور اس کے بعد اسے دوبارہ تلوار تھامنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اچانک سموم نے اس کے سینے پر زوردار لات رسید کی۔ وہ زمین پر لڑھکتا ہوا گرا اور مٹی کو چیرتا ہوا کافی دور نکل گیا۔ اگلے ہی لمحے سموم ایک بار پھر اس کے سر پر منڈلا رہا تھا۔

سموم بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جھپٹا اور اس کے پہلو میں ایک اور کاری ضرب لگائی۔ اس وار کی شدت نے شنداق کو کئی فٹ ہوا میں اچھال دیا، جو ایک بار پھر مٹی کے بڑے تودے اڑاتا ہوا دور جا کے دھم سے گرا۔

ابھی سموم دوبارہ اس پر جھپٹنے ہی والا تھا کہ اچانک آسمان پر سفید بادل چھا گئے، فضا میں ایک عجیب سی گھٹن اور غیر معمولی سناٹا پھیل گیا۔

سموم نے غیظ و غضب سے آسمان کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ دانت پیستے ہوئے وہ بڑبڑایا،

"تو... آبیاروس بھی آ ہی گیا۔"

اس کے الفاظ ابھی فضا میں گونج ہی رہے تھے کہ آسمان سے اچانک برف باری شروع ہو گئی۔ سفید تیز و تند پھواریں میدانِ جنگ پر برسنے لگیں۔ سموم نے ایک نظر نفرت اور حقارت بھری نگاہ سے اس گرتی برف پر ڈالی، پھر فوراً اپنی نظریں دوبارہ شنداق کی جانب موڑ لیں۔

اب شنداق بھی زمین سے سنبھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کی سانسیں بھاری تھیں لیکن آنکھوں میں نیا جوش جھلک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور اعتماد کی ایک ہلکی سی لہر نمودار ہو چکی تھی، جیسے برف کے ان قطروں نے اسے ایک نئی ہمت بخش دی ہو۔

اس اچانک افتاد نے سموم اور شنداق دونوں کے سپاہیوں کو نئی الجھن میں ڈال دیا۔ برف باری نے جنگ کے توازن کو یکسر بدل دیا تھا۔

www.urduboon.com

سموم کے سپاہی جو اب تک دھوئیں کی مانند لہراتے تھے، تلوار کا وار سہنے کے بعد بکھر کر پھر سے اپنا وجود قائم کر لیتے تھے، اب اس برف نے ان کے دھندلے وجود کو سخت اور ٹھوس جسم میں بدلنا شروع کر دیا تھا۔ ان کی وہ خصوصیت جو انہیں ناقابلِ شکست بناتی تھی، برف نے ان سے چھین لی تھی۔

دوسری طرف شنداق کے سپاہی، جو ہر وار کے بعد ذرات میں بکھر جاتے اور پھر انہی ذروں سے دوبارہ مٹی کا جسم بنا لیتے تھے، اب برف کی شدت سے پتھر کی مانند سخت ہو گئے تھے۔ ان پر اگر وار ہوتا تو وہ ذروں میں تحلیل ہونے کے بجائے ٹکڑوں میں بٹ سکتے تھے اور یہی ان کی ہلاکت کا سبب بن سکتا تھا۔

اب یہ جنگ اندھادھند حملوں کی نہیں رہی تھی۔ دونوں جانب کے سپاہیوں کو ہر وار سے پہلے اپنی جان کے تحفظ کا بھی سوچنا پڑ رہا تھا۔ برف کی اس نئی آزمائش نے میدانِ جنگ کو مزید خونریز اور غیر متوقع بنا دیا تھا۔

سپاہی بدستور ایک دوسرے کو مارنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے۔ اچانک سموم کے ایک سپاہی پر تلوار کا وار ہوا۔ تلوار اس کے سینے کو چیرتی ہوئی بازو تک جا پہنچی اور پورا بازو جسم سے الگ ہو گیا۔ اس کا وجود حسبِ معمول دھوئیں میں بکھرنے لگا، لیکن برف باری نے اس دھوئیں کو زمین پر ہی دبا دیا۔ وہ وجود برف تلے دفن ہوتا چلا گیا، گویا یہ برف اس کے لیے ایک برفیلی قبر تراش رہی ہو۔

اسی لمحے شنداق کا ایک سپاہی سموم کے ایک جنگجو کے وار کا نشانہ بنا۔ اس نے اپنی دہکتی ہتھیلی اس کے سینے پر ماری تو سپاہی زوردار جھٹکے کے ساتھ مٹی کے بھاری ٹکڑوں میں بکھر گیا۔ لیکن یہ ٹکڑے بھی گرتی ہوئی برف میں دبنے لگے، جیسے زمین خود ان کے جسم کو نگل رہی ہو۔

یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آبیاروس کی آمد محض ایک وجود کی نہیں، بلکہ موت کے برفانی اعلان کی آمد تھی... ایسا اعلان جو دونوں افواج کے لیے یکساں تباہی کا پیغام لے کر آیا تھا۔

oooooooooo

سموم نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور فضا کو چیرتا ہوا شنداق کے قریب آن پہنچا۔ اس نے ہاتھ کا مکا بنا کر پوری قوت سے شنداق کے چہرے پر گھونسہ مارنے کی کوشش کی، مگر شنداق نے لمحے بھر میں اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ سموم نے جھٹ سے دوسرا ہاتھ سینے پر جما دینے کے ارادے سے آگے بڑھایا، لیکن یہ وار بھی شنداق کے دوسرے ہاتھ کی گرفت میں جکڑ گیا۔

اگلے ہی پل سموم نے اچانک اپنا سر آگے جھٹکا اور پوری شدت سے شنداق کے سر پر دے مارا۔ دھماکہ خیز ٹکر کے باعث دونوں ایک ساتھ لڑکھڑا گئے اور دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

www.urdubooon.com

فضا میں دوبارہ تناؤ پھیل گیا۔ جیسے ہی وہ دونوں آگے بڑھے، شنداق نے ایک زوردار گھونسہ سموم کے سینے پر رسید کیا۔ لیکن یہ وار بھی بے اثر رہا۔ سموم نے ذرا بھی پرواہ نہیں کی، بلکہ فوراً جھپٹ کر شنداق کی گردن دبوچ لی۔ اس نے آہنی گرفت کے ساتھ اسے ہوا میں بلند کیا اور زبردست جھٹکے کے ساتھ زمین پر پٹخ دیا۔ زمین لرز اٹھی اور گرد و غبار کا بادل ہوا میں پھیل گیا۔

شنداق کے پلٹ کر وار کرنے سے پہلے ہی سموم کے گھونسے اس کے چہرے پر برسنے لگے۔ وہ پوری طاقت مجتمع کرتے ہوئے ایک کے بعد ایک مکا اس کی ناک پر مار رہا تھا۔ ضربیں اتنی تیز اور شدید تھیں کہ ناک سے خون پھوٹ نکلا اور اس کے چہرے پر بہنے لگا۔ اس نے درد کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کا مکا بنایا اور پلٹ کر وار کرنا چاہا، مگر سموم پہلے ہی چوکس تھا۔ وہ لگاتار دھاڑتے ہوئے مکے برسا رہا تھا۔ اچانک اس نے پوری قوت مجتمع کر کے شنداق کے حرکت کرتے بازو پر ایک زوردار گھونسہ رسید کیا۔

یہ ضرب اتنی ہولناک تھی کہ بازو کی ہڈی چرچرا کر تڑخ گئی۔ ایک شدید اور بجلی کی مانند دوڑتی ہوئی لہر شنداق کے پورے وجود میں پھیل گئی۔ اس کے آنکھوں میں سرخی اور زیادہ بھڑک اٹھی، بدن لمحے بھر کے لیے اکڑ سا گیا اور چہرے کا ماس درد کی شدت سے بے قابو ہو کر پھڑپھڑانے لگا۔

مگر اس اذیت ناک کرب کے باوجود شنداق کی زبان سے کوئی چیخ یا کراہ نہیں نکلی۔ وہ خاموشی کے ساتھ اس کرب کو سہتا رہا، جیسے اپنی برداشت سے ہی دشمن کو زیر کرنا چاہتا ہو۔

اچانک پانی کی ایک زبردست لہر سموم سے آٹکرائی۔ وہ اس میں جکڑا گیا اور پانی کے بے پناہ دباؤ کے ساتھ بہتا ہوا دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ میدان میں آبیاروس کی آمد ہو چکی تھی۔ اس کے وجود سے نکلنے والی طوفانی لہر پوری شدت سے سموم کو بہائے لے جا رہی تھی۔

شنداق کے قریب پہنچ کر آبیاروس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور ایک جھٹکے سے پانی کا ریلا روک دیا۔ پھر جھکتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ شنداق نے وہ ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور سہارا لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن جونہی سنبھلا، اس کی نظریں بے اختیار آبیاروس کے سینے پر جمی رہ گئیں... جہاں ایک واضح، پاؤں جیسا جلے کا کالا نشان دکھائی دے رہا تھا۔

وہ گھبراہٹ اور بے تابی سے بول اٹھا،

"کازمار... کیا وہ نہیں آیا؟ اور آپ کی فوج کہاں ہے؟"

آبیاروس نے ایک لمحے کے لیے نظریں موڑ کر سموم کی سمت دیکھا، جو اب پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ کافی دور جا پہنچا تھا۔ پھر اس نے گہری سنجیدگی کے ساتھ شنداق کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا،

www.urdubook.com

"میں نے کازمار کو آنے لائق نہیں چھوڑا۔ اس نے سموم کے ساتھ ہاتھ ملا لیا تھا۔"

"اور آپ کی فوج...؟"

"وہ مٹ گئی۔ اب صرف میں ہوں۔"

آبیاروس کی آنکھوں میں بجھی ہوئی راکھ کی طرح ایک خالی پن جھلک رہا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے نظریں سموم پر گاڑ دیں جو بہتے ریلے سے ابھر کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور ان دونوں کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اس کے سر پر تاج نہیں تھا اور یہ دیکھ کر اس کے دل میں ایک بے چینی نے انگڑائی لی، مگر اب سوچنے کا وقت نہیں رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے سموم دوڑ پڑا۔ ہر قدم پر زمین لرز رہی تھی اور اس کے پیروں تلے برف کی باریک بوندیں چھٹ کر فضا میں بکھر رہی تھیں۔ وہ ایک دیو کی طرح لپک رہا تھا۔

دونوں حریف جوابی وار کے لیے پوری طرح تیار کھڑے تھے۔ آبیاروس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بلند کیا اور پانی کی تیز لہر اس پر چھوڑ دی، مگر اس سے قبل کہ ریلا اس تک پہنچتا، سموم ایک جست لگا کر پہلے ہی آگے بڑھ چکا تھا۔

آبیاروس نے ہر ممکن جتن کیا کہ وہ سموم کو ایک بار پھر پانی کے بہاؤ میں لا سکے، مگر وہ اتنا تیز تھا کہ اگلے ہی لمحے فضا میں اچھل کر ان کے پیچھے آن اترا۔ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور دوڑتے ہوئے آبیاروس کے سینے پر ہتھیلی کا بھرپور وار جڑنے کی کوشش کی لیکن اس نے پلٹ کر اس کی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں جکڑ لی۔ وہ دوسرے ہاتھ سے مکا بنا کر اس کی ناک پر مارنے ہی والا تھا کہ سموم جھک گیا اور مکا اس کے سر کے اوپر سے کوندتا ہوا نکل گیا۔

سموم نے جھپٹ کر اس کے سینے پر وار کیا اور اگلے ہی پل دونوں پوری شدت سے گتھم گتھا ہو گئے۔ ان کے دیو قامت وجود ٹکرانے سے فضا میں ایک زبردست دھماکے کی گونج پھیل رہی تھی۔

اسی دوران موقع دیکھ کر شنداق نے ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا۔ لمحوں میں زمین کے اندر سے پگھلی ہوئی دھات ابھرنے لگی جو اس کے ہاتھ میں تلوار کی شکل اختیار کر گئی۔ ساتھ ہی دھات کی ایک موٹی تہہ اس کے ٹوٹے ہوئے بازو کے گرد لپٹ گئی، ایک مضبوط خول کی مانند، جو اس کی ہڈی کو سہارا دینے کے لیے تھا۔

اب آبیاروس اور سموم اپنی تمام تر طاقت ایک دوسرے پر جھونک رہے تھے کہ عین اسی وقت شنداق بھی جنگ کے بگولے میں کود پڑا۔

پہلے پہل سموم آبیاروس کو قابو میں رکھے ہوئے تھا، مگر شنداق کے شامل ہوتے ہی دو طرفہ حملوں کا دباؤ اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہوتا جا رہا تھا۔ شنداق نے گھومتے ہوئے تلوار کا ایک بھاری وار سیدھا سموم کے سینے پر جڑا۔ تلوار گوشت کو چیرتی ہوئی گہرائی تک اتر گئی اور اس کے زخم سے خون کے بجائے گاڑھا، سیاہ دھواں نکلنے لگا جو فضا میں بلند ہوا، مگر برفباری اسے زمین کی طرف دھکیلتی رہی۔

شاہِ سموم پر حقیقت عیاں ہو گئی تھی... اس ٹھوس وجود کے ساتھ بیک وقت دونوں کا مقابلہ آسان نہیں تھا۔ اچانک اس کا جسم پھٹ کر کالے دھوئیں کے طوفان میں بدل گیا، جو لمحوں میں ہوا میں بکھر گیا۔ برفباری نے اسے دبانے اور نیچے گرانے کی بھرپور کوشش کی لیکن سموم کا جنونی وجود کسی طور قابو میں آنے والا نہیں تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ اپنے حقیقی انسانی روپ میں ابھرا۔ اس کے وجود سے ایک ہولناک آندھی پھوٹی، جو چاروں اطراف پھیلتی ہوئی آسمان تک جا پہنچی۔ سفید برفیلے بادل اور برستی برفباری، ایک ہی جھٹکے کی شدت سے یوں بکھر گئے جیسے انہیں کسی نے جڑ سے اکھاڑ کر بہت دور پھینک دیا ہو۔

اگلے ہی پل سموم پوری درندگی کے ساتھ ان دونوں پر ٹوٹ پڑا۔ سب سے پہلے وہ شنداق کی طرف لپکا۔ جیسے ہی شنداق نے وار کرنے کے لیے ہاتھ اٹھایا، سموم دھوئیں میں گھل گیا اور لمحہ بھر میں اس کے پیچھے جا نکلا۔ شنداق کے پلٹنے سے پہلے ہی اس نے دوبارہ ٹھوس وجود اختیار کیا اور ایک زبردست لات اس کی کمر پر رسید کر دی۔ دھچکا اتنا شدید تھا کہ شنداق لڑکھڑاتا ہوا گرتا پڑتا دور جا گرا، برف کی تہیں اس کے ساتھ لرز گئیں۔

اگلے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ آبیاروس پر جھپٹا اور اس پر بھرپور حملہ کیا، مگر آبیاروس نے جھٹ اس کا بازو دبوچ لیا۔ سموم کا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت میں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے کوئی نازک تنکا پکڑ رکھا ہو۔ لیکن اگلے ہی لمحے سموم نے غراتے ہوئے اس کی ٹھوڑی کے نیچے ایک زوردار مکا جڑ دیا۔ آبیاروس کی گردن جھٹکے سے پیچھے اٹھی اور وہ ہوا میں اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ سموم نے فضا میں معلق رہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ جھٹکے۔ اس کے ہاتھوں میں دو لمبی، دھواں اگلتی تلواریں نمودار ہوئیں۔ وہ عام طور پر تلوار چلانے سے گریز کرتا تھا، مگر اب اسے بخوبی احساس ہو گیا تھا کہ دونوں کے خلاف بغیر ہتھیار کے لڑنا ناممکن ہے۔

دوسری جانب، آبیاروس اور شنداق بھی سنبھل چکے تھے۔ آبیاروس کے ہاتھ میں برف کی چمکتی ہوئی تلوار جھلملانے لگی، جب کہ شنداق کے ہاتھ میں پگھلی دھات سے ڈھلی ہوئی ایک وزنی تلوار چمک رہی تھی۔ دونوں کی آنکھوں میں عزم کی لپک تھی اور وہ سموم کے اگلے وار کا سامنا کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔

oooooooooo

www.urdubook.com

ایک طرف آبیاروس، شنداق اور سموم آندھی وطوفان کی طرح ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے، جبکہ دوسری طرف ہوا اور مٹی کی افواج خون آشام جنگ میں گتھم گتھا تھیں۔ فضا میں برف، مٹی اور دھوئیں کی آمیزش نے میدان کو قیامت کا نقشہ بنا دیا تھا۔

اس افراتفری سے ہٹ کر، زمار اور رینا ایک نسبتاً سنسان گوشے میں بیٹھے تھے۔ زمار یہ خوش فہمی پالے ہوئے تھا کہ رینا اب ان کی مدد کے لیے تیار ہو چکی ہے، لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ رینا محض اس لمحے کی منتظر تھی جس کا وہ بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ زافیر کی آمد کی خبر نے اسے جیسے ایک نئی توانائی بخش دی تھی اور وہ خود کو تازہ دم کرنے کے بہانے زمار کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔

اچانک اس کی نظریں کچھ فاصلے پر رکنے والے ایک دیوہیکل کنٹینر ٹرک پر جم گئیں۔ اس کے لبوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ابھری، جو لمحہ بہ لمحہ گہری ہوتی گئی۔ وہ آہستگی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور زمار کی طرف ایک طنزیہ نگاہ ڈال کر سرد لہجے میں بولی،

"لگتا ہے... تمہارا بھائی مرنے کے لیے پہنچ آیا ہے۔"

زمار نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا،

"کیا تم یہ تباہی روکنے میں ہماری مدد نہیں کرو گی؟"

"مجھے خوشی ہوگی اگر زافیر کی دنیا برباد ہو جائے اور وہ بس بے بسی سے دیکھتا رہے۔"

یہ کہہ کر رینا نے دوبارہ نگاہیں کنٹینر ٹرک کی طرف جما دیں... ٹرک رُکا ہوا تھا اور اس کے ساتھ کھڑا لڑکا خاموشی سے کنٹینر کے پچھلی طرف بڑھ رہا تھا، جیسے کسی پلان کے آخری حصّے کی تکمیل کر رہا ہو۔

oooooooooo

ندیم کے کندھے پر بھاری بیگ لٹک رہا تھا... اس بیگ میں شنداق کی آنکھ سے اکھڑی مٹی، آبیاروس کے آنسو اور ہاتھ کا پانی اور کازمار کا کٹا ہوا انگوٹھا موجود تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک بندوق بھی تھی، جبکہ چند قدم آگے زافیر جدید بندوق تھامے آگے بڑھ رہا تھا۔ دونوں کا رخ رینا کی طرف تھا۔

جیسے ہی وہ قریب پہنچے، زافیر کی نگاہ رینا کے سر پر سجے تاج تک گئی، تو اس کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک جاگ اٹھی۔ رینا خود کو تیار کیے کھڑی تھی، ہاتھ میں دھواں دار تلوار تھامے ہوئے، جبکہ اس کے پیچھے زمار بے چینی سے اپنی انگلیاں مسل رہا تھا۔

زافیر چند قدم مزید آگے بڑھا، لبوں پر ایک پر اعتماد مسکراہٹ سجائے، اور پر سکون لہجے میں بولا،

www.urduboon.com

"کیسی ہو، میری بہن؟"

رینانے تیز، غصیلی نگاہوں سے گھورتے ہوئے تلوار سیدھی کی اور بے خوف لہجے میں بولی،

"بس اسی دن کا انتظار تھا... جب تم میرے سامنے آؤگے اور میں تمہاری گردن اڑادوں گی۔"

زافیر کی مسکان فوراً مدھم پڑگئی، چہرے پر سنجیدگی چھاگئی۔ وہ نرم مگر پُراثر انداز میں بولا،

"میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ مجھے صرف سموم کا تاج چاہیے۔"

رینانے تلوار گھمائی، طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجی اور للکارنے کے انداز میں بولی،

"تو آؤ... آ کر لے جاؤ۔"

زافیر چند لمحے خاموش کھڑا رہا، پھر آہستگی سے اپنی بندوق، ندیم کی طرف بڑھادی۔ ندیم جلدی سے قدم آگے بڑھا کر بولا،

"سر، ایسا مت کریں... اسے گولی مار کر تاج چھین لیتے ہیں۔"

زافیر نے سرد نظروں سے گھورتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا،

"وہ میری بہن ہے... اپنی حد میں رہو۔"

ندیم نے اس کے لہجے میں سختی دیکھ کر شرمندگی سے نظریں نیچے جھکالیں اور خاموشی سے تلوار تھام لی۔

زافیر آگے بڑھا تو رینانے فوراً اپنی تلوار زمار کے ہاتھ میں تھمادی۔ زمار کے ہاتھوں میں پہنچتے ہی تلوار سے کالا دھواں چھٹ گیا اور وہ دوبارہ ایک خنجر میں ڈھل گئی۔ رینا بازوؤں کی آستینیں اوپر چڑھا کر لڑنے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔

"زافیر نے آہستگی سے کہا، "مجھے بس تاج چاہیے۔

اتنے میں رینانے اچانک جھپٹ کر حملہ کر دیا۔ وہ پہلی مرتبہ مکا مارنے کی کوشش کر رہی تھی مگر زافیر نے بروقت ہاتھ روک لیے۔ پھر اس نے گھوم کر کہنی کا وار کیا، وہ بھی زافیر نے حائل ہو کر ناکام کر دیا، گھٹنے کا حملہ بھی اسی طرح روکا گیا۔

www.urdubooon.com

زافیر خاموشی سے، بار بار ہاتھوں اور پیروں کا استعمال کرتے ہوئے رینا کے ہر وار کو ٹال رہا تھا۔ اس کا مقصد واضح تھا، موقع ملتے ہی سموم کا تاج اس کے سر سے اتار لینا۔ لیکن رینا ہر لمحے چوکس رہی اور کوئی خلا یا موقع دینے کو تیار نہیں تھی۔ فضا میں تناؤ گھلتا جا رہا تھا، ہر شے جیسے سانس روک کر اس لمحے کا انتظار کر رہی ہو۔

کافی دیر تک دفاع میں رہنے کے بعد اب زافیر نے بھی پلٹ وار شروع کر دیا۔ ابتدا میں دونوں ایک دوسرے کے حملے روکتے رہے، مگر پھر اچانک رینا کا ایک بھرپور مکا زافیر کے پہلو میں پسلیوں پر جا لگا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے دہرا ہو گیا، سانس جیسے رک سی گئی، مگر فوراً خود کو سنبھال کر دوبارہ پلٹ وار کرنے لگا۔ اگلے ہی لمحے اس کا مکا رینا کی ناک پر پڑا اور وہاں سے خون بہہ نکلا۔ جواب میں رینا کا وار زافیر کے گال پر لگا، گال پھٹ گیا اور خون کی ایک لکیر بہتی چلی گئی۔

اب وہ دونوں جانوروں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ مکے، لاتیں، دھکے... ہر وار میں بے رحمی جھلک رہی تھی۔ کبھی ایک دوسرے کو زمین پر پٹختے، کبھی گھسیٹ کر گراتے۔ زمین پر دھول اڑ رہی تھی، خون کے چھینٹے بکھر رہے تھے اور فضا میں شدت اور وحشت کی بو پھیل گئی تھی۔

تھوڑے فاصلے پر جنگی میدان میں دونوں طرف کے سپاہی ایک دوسرے سے بھڑ رہے تھے۔ اسی ہنگامے کے دوران ایک سپاہی کی نظر رینا پر پڑی... اور وہ بھی تب، جب وہ زافیر کے ہاتھوں بری طرح مار کھا رہی تھی۔ اس کے منہ سے گھبراہٹ میں کچھ عجیب سی آوازیں نکلیں، تو کئی سپاہی فوراً لڑائی چھوڑ کر ان کی طرف لپکے۔ ان کے دل میں رینا کے لیے کوئی ذاتی ہمدردی نہیں تھی، مگر وہ اتنا ضرور جانتے تھے کہ یہ لڑکی ان کے شاہ کی مہمان ہے اور اس کی حفاظت ان کی ذمہ داری ہے۔

ندیم نے جب انہیں اس طرف بڑھتے دیکھا تو فوراً ایک تیز سیٹی بجائی۔ اگلے ہی لمحے کنٹینر ٹرک کے اندر ہلچل مچی، دروازے دھڑاک سے کھلے اور درندے غصے میں دھاڑتے ہوئے باہر نکلے۔ وہ چیختے چنگھاڑتے سموم کے سپاہیوں اور زافیر کے بیچ دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن سپاہی تو تربیت یافتہ تھے، جبکہ یہ درندے صرف طاقت کے گھمنڈ میں بد دماغ وحشی۔ ایک پل کو وہ دھاڑے، پنجے لہرا کر رعب جمانے کی کوشش کی، مگر اگلے ہی لمحے اچانک پلٹ کر میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑے۔

ندیم نے انہیں روکنے کے لیے آوازیں دیں، بار بار سیٹیاں بجائیں، مگر زافیر کی بات سچ ثابت ہوئی تھی... یہ فقط سرکش درندے تھے، جنہیں قابو میں رکھنا آسان نہیں تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ شدناق اور سموم کے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ ان میں تمیز کی ذرا بھی صلاحیت نہیں تھی۔ وہ اندھا دھند وار کرتے، کسی کو بھی نشانہ بناتے۔ ان کی حالت بالکل ایسے تھی جیسے بھیڑیئے اور چیتے کی لڑائی میں کوئی کُتا گھس آئے۔ انجام بھی ویسا ہی ہوا... وہ

www.urduboon.com

کچھ نہ بگاڑ سکے، الٹا خود ہی مار کھا بیٹھے۔ دو تین وہیں ڈھیر ہو گئے، چند ایک زخمی ہو کر تڑپنے لگے اور جو باقی بچے، وہ خوف سے چیختے چلاتے جان بچا کر میدانِ جنگ کو پیچھے چھوڑتے ہوئے دور نکل گئے۔

سموم کے سپاہیوں نے تلواریں تان کر زافیر پر جھپٹنا چاہا ہی تھا کہ رینا نے اسے ایک جانب پٹختے ہوئے غضب ناک آواز میں گرج کر کہا،

"پیچھے ہٹ جاؤ سب... کوئی بیچ میں نہ آئے۔۔۔!"

اس کی دہاڑ سنتے ہی سموم کے سپاہی وہیں رک گئے، جیسے قدموں میں زنجیر ڈال دی گئی ہو۔ میدان میں ایک پل کو خاموشی چھا گئی۔

ندیم اضطراب کے عالم میں، یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ ایک طرف زافیر اور رینا ہاتھاپائی میں الجھے ہوئے تھے، دوسری طرف اس کے اپنے ساتھی دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے دل میں بے چینی اور خوف بڑھ رہا تھا۔ نہ وہ سمجھ پا رہا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے، نہ ہی کوئی راستہ نظر آ رہا تھا۔

اسی کشمکش میں اس کی نظر ایک جانب گئی تو سانس گلے میں اٹک گئی... اندھیر نگری کی وہ لامحدود دیوار، جو آسمان کو چھوتی جا رہی تھی۔ ایک سیاہ دیوار جو روشنی کو نگل رہی تھی۔ ندیم کی روح کانپ اٹھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس اندھیرے کے پیچھے کیا چھپا ہے، مگر اس کے وجود میں ایک ایسا انجانا خوف اتر تا جا رہا تھا جو دل کو مفلوج کر دے۔

زافیر نے رینا کے دونوں ہاتھ دبوچ لیے تھے کہ اچانک رینا نے ایک تیز جست لگائی۔ گھومتے ہوئے اپنی ٹانگوں کا حلقہ اس کی گردن کے گرد کس لیا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے گھما کر کمر کے بل زمین پر دے مارا۔

قریب ہی زمار کی کپکپاتی آواز گونجی،

"رینا، ایسا مت کرو۔۔۔!"

مگر رینا کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ زافیر کی طرف لپکی۔ گھٹنے زمین پر ٹیکتے ہی اس کے اٹھنے سے پہلے اس کی گردن اپنے بازو میں جکڑ لی اور پوری شدت سے دبانے لگی۔

زافیر نے ہر ممکن کوشش کی خود کو چھڑانے کی۔ وہ پوری طاقت سے اس کے بازو پر مکے برسا رہا تھا، کبھی پیچھے ہاتھ لے جا کر اس کے پہلو اور پیٹ پر ضرب لگاتا، مگر رینا کے چہرے پر ایک ہی جنونی عزم جھلک رہا تھا... چھوڑنا نہیں، کسی قیمت پر نہیں۔

زمار بے بسی سے چیخ رہا تھا، رینا سے التجا کرتے ہوئے،

www.urduboon.com

"رینا، ایسامت کرو... چھوڑ دو اسے۔۔۔!"

مگر اس پر تو جیسے انتقام کا بھوت سوار تھا۔ اس کے بازو کا شکنجہ لمحہ بہ لمحہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور زافیر کا سانس ٹوٹتی ڈوری کی طرح اکھڑ رہا تھا۔

زمار ہمت کر کے قریب آیا اور رینا کو پیچھے ہٹانا چاہا، لیکن رینا نے ایک بازو لمحہ بھر کو ڈھیلا کیا اور پوری قوت سے اسے دھکا دیا۔ وہ زور سے زمین پر گرا اور اسی لمحے اس کے دل میں یہ حقیقت گونج اٹھی کہ سموم کا تاج رینا کو ناقابلِ تصور طاقت دے چکا ہے۔

زافیر کو اس کے ہاتھوں میں تڑپتے دیکھ کر ندیم کا دل دہل گیا۔ وہ ایک پل کے لیے بوکھلا سا گیا، پھر فوراً بندوق سیدھی کی۔ اس نے نشانہ باندھا تاکہ رینا کو گولی مار کر زافیر کو بچا سکے۔ لیکن ابھی اس کی انگلی ٹریگر تک پہنچی بھی نہیں تھی کہ سموم کے سپاہی جھپٹ پڑے اور اسے دبوچ لیا۔

رینا پوری شدت سے زافیر کا گلا دبا رہی تھی۔ اس کا سانس ٹوٹتی ڈوری کی طرح اکھڑ چکا تھا اور ہر لمحہ اس کے لیے زندگی مزید بوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا وجود رینا کے آہنی بازوؤں میں بے بس تڑپ رہا تھا۔

اچانک رینا کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس کے چہرے پر ایک لرزہ خیز حیرت ابھری اور زافیر کی گردن پر جمے بازو کی گرفت یکدم ڈھیلی پڑ گئی۔ زافیر ہانپتے ہوئے کھانسا، جیسے موت کے اندھیرے سے سانس واپس چھین لیا ہو اور تیزی سے اس کی گرفت سے نکل آیا۔

رینا کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ خوف، بے یقینی اور موت کی پرچھائیاں اس پر رقص کر رہی تھیں۔ اس کی کمر میں دل کی قریب دھوکے سے خنجر گھونپ دیا گیا تھا، جس نے پھیپھڑے کاٹ کر دل کو بھی زخمی کر دیا۔ اس نے کانپتی سانسوں کے ساتھ پلٹ کر دیکھا تو پیچھے زمار کھڑا تھا... آنکھوں میں آنسو لیے۔۔۔

یہ وہی بھائی تھا جس کے ساتھ رینا نے بے شمار پُرخطر سفر طے کیے تھے۔ جس کی آزادی کے لیے وہ سموم کے سامنے گڑگڑائی تھی۔ لیکن آج اسی بھائی نے اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا تھا۔

زمار ہچکیوں میں ڈوبا ہوا رو رہا تھا۔ اس کی آواز ٹوٹتی ڈور کی طرح کانپ رہی تھی،

"مجھے معاف کر دو... میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ اسے جانے دو... یہ دنیا بچا لو۔"

وہ روتے روتے گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا۔ رینا کی آنکھیں صدمے اور دکھ سے پھیل گئی تھیں۔ غم و غصے کے آنسو اس کی پلکوں پر لرز رہے تھے، جیسے ہر آنسو اپنے ساتھ دل کا بوجھ بہا لے جائے گا۔

اسی لمحے زافیر، جو ابھی سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہا تھا، جھٹکے سے آگے بڑھا اور رینا کے سر سے وہ تاج نوچ لیا جو کالے دھوئیں میں لپٹا ہوا تھا۔

www.urduboon.com

تاج سے اٹھتا ہوا دھواں سانپ کی مانند بل کھاتا ہوا اگلے ہی پل زافیر کے بازو کے گرد لپٹنے لگا... ویسے ہی جیسے پہلی بار رینا کے چھونے پر اس کے بازو کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔

oooooooooo

آبیاروس کی برفیلی تلوار اور شنداق کی دھاتی تلوار بار بار سموم کی دھواں دار تلوار سے ٹکرا رہی تھیں۔ ہر تصادم پر فضا میں ایک بھاری کھنک گونجتی، جیسے لوہا اور آسمان ایک ساتھ چیخ اٹھے ہوں۔ دونوں اپنے اپنے ہتھیاروں سے بے رحمی سے وار کرتے جا رہے تھے جبکہ سموم تن تنہا جانفشانی سے ان کے سامنے ڈٹا ہوا تھا۔

اچانک اس نے اپنی تلوار ایک ہاتھ میں سمیٹی اور دوسرے ہاتھ کو جھٹکا۔ اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ سے ایک خوفناک آندھی نما گولہ ابھرا اور سیدھا آبیاروس کے سینے سے ٹکرا گیا۔ ضرب اتنی شدید تھی کہ آبیاروس کئی فٹ ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا۔

اب چند لمحوں کے لیے میدان میں شنداق تنہا رہ گیا تھا... اور یہی وہ موقع تھا جسے سموم اپنے حق میں پلٹ سکتا تھا۔

سموم نے اگلے ہی پل اس کے سینے پر اپنی ہتھیلی جما دی۔ طوفان کی ایک ہولناک لہر پھوٹی جس نے شنداق کو توازن سے محروم کر دیا۔ وہ فضا میں کئی فٹ اچھل کر بلند ہوا، مگر زمین سے ٹکرانے سے پہلے ہی سموم فضا میں بلند ہوتے ہوئے اس تک جا پہنچا اور اپنی تلوار کا زبردست وار اس کے کندھے پر کیا۔ ایک لرزہ خیز چیخ کے ساتھ شنداق کا بازو کندھے کے قریب سے کٹ کر زمین پر گرا جبکہ اس کا باقی وجود کئی فٹ دور ڈھے گیا اور لڑھکتا ہوا رک گیا۔

سموم کی نظریں اب آبیاروس کی طرف مڑنے ہی والی تھیں کہ اچانک تاج کی سمت سے ایک عجیب و غریب احساس اس کے دل میں چبھ گیا۔ وہ جھٹکے سے پلٹا اور جیسے ہی نگاہ گئی، اس کے چہرے پر غصے کی شدت ابھر آئی۔ رینا کا نیم مردہ سر زمار اپنی گود میں لیے بلک بلک کر رو رہا تھا اور زافیر رینا کے تاج کو اس کے سر سے نوچ کر اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔

یہ منظر دیکھ کر سموم کا خون کھول اٹھا۔ وہ غضب سے دھاڑتا ہوا فوراً زافیر کی طرف پلٹا۔

ادھر آبیاروس نے پیچھے آنے کے بجائے شنداق پر دھیان مرکوز کیا تاکہ گرنے اور زخمی ہونے کے بعد اسے سہارا دے کر سنبھال سکے۔

oooooooooo

www.urdubook.com

رینا نے کپکپاتے ہاتھ سے کمر میں گھونپا گیا خنجر کھینچ لیا۔ دھات کے نکلتے ہی زخم سے خون پھوٹ نکلا اور تیزی سے اس کے لباس کو سرخی میں ڈبو گیا۔ درد ناقابلِ برداشت تھا، سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ ایک لمحے کو اس کے دل میں آیا کہ اسی خنجر کو پلٹ کر زمار کے گلے پر رکھ دے، لیکن یہ خیال فوراً ایک تلخ دکھ میں ڈوب گیا۔ اس کے دل پر صرف درد نہیں، غم کی بھاری پرت بھی چھا گئی تھی۔ اس نے لرزتے ہوئے ہاتھ سے خنجر زمین پر پھینک دیا۔ دل کسی صورت گوارہ نہیں کر سکا کہ اپنے ہی پیارے بھائی کا خون بہائے۔ چاہے اس نے غداری ہی کیوں نہ کی ہو، رینا کے دل میں اس کے لیے محبت کی ایک لہر اب بھی باقی تھی۔

زمار کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ وہ جھٹکے سے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور روتے ہوئے رینا کو اپنے قریب کھینچ لیا۔ اس کا نازک سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے، ٹوٹے لہجے میں بولا،

"میں نے تمہیں سمجھایا بھی تھا... زافیر کا ساتھ دو، اس کی مدد کرو... یہ تباہی شاید رک سکتی تھی۔"

رینا کی آنکھوں کے کناروں سے دو آنسو خاموشی سے نکلے اور اس کے رخساروں پر بہہ گئے۔ وہ درد اور غم میں لپٹے، ٹوٹتے ہوئے لفظوں کے ساتھ کانپتی آواز میں بولی،

"مجھے... مجھے یقین نہیں آتا... کہ تم نے... مجھے مارا۔"

ہر لفظ کے ساتھ اس کی سانس اٹک رہی تھی، جیسے زندگی آہستہ آہستہ اس کے وجود سے رخصت ہو رہی ہو۔ قریب ہی کھڑا زافیر اس منظر کو دکھ اور بے بسی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ رینا کی ٹوٹتی سانسوں نے اس کی آنکھوں کو بھی بھگو دیا، لیکن وہ زیادہ دیر یہ اذیت ناک منظر برداشت نہیں کر سکا۔

اچانک فضا میں سرسراہٹ گونجی۔ تیز آندھی کے جھونکے نے ماحول کو لرزا دیا اور اگلے ہی پل شاہِ سموم اس کے سامنے آ دھمکا۔ اس کی گرفت بجلی کی طرح زافیر کی گردن پر جا پڑی اور وہ اسے یکدم فضا میں کئی فٹ بلندی تک لے گیا۔

نیچے کھڑے سپاہی، جنہوں نے ندیم کو قابو کر رکھا تھا، اپنے بادشاہ کو دیکھتے ہی خوف کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ندیم لڑکھڑاتا ہوا دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی نظریں مسلسل آسمان پر جمی تھیں... جہاں زافیر، شاہِ سموم کی آہنی گرفت میں جکڑا، بے بسی سے آزادی کے لیے جدوجہد کر رہا تھا۔

oooooooooo

زافیر کو آسمان کی بے پناہ بلندیوں تک لے جاتے ہوئے سموم غصے سے گرجا،

"تیری جرأت کیسے ہوئی... میرے تاج کو چھونے کی؟"

زافیر کی سانس اس کی آہنی گرفت میں رُکتی جا رہی تھی۔ وہ پوری شدت سے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتا، مگر اس کے ہاتھ سموم کے لہراتے وجود کے اندر سے یوں گزر جاتے جیسے وہ کسی دھوئیں کو پکڑنے کی ناکام جدوجہد کر رہا ہو۔ جتنی بھی طاقت لگاتا، سموم کو چھو نہیں پاتا۔ اسی کشمکش میں اس کے ہاتھ سے تاج چھوٹ کر نیچے جا گرا۔

زمین پر کھڑے ندیم نے جب آسمان سے تاج کو گرتے دیکھا تو وہ بوکھلا کر پوری قوت کے ساتھ اس کی طرف دوڑ پڑا۔

اسی لمحے سموم دوبارہ دھاڑا،

"تو نے میری رینا پر حملہ کیا...! دل چاہتا ہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں... مگر نہیں...! تیری قسمت کا فیصلہ... ملکہ دارونتھا کرے گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے زافیر کو فضا میں ایک بار ایسے گھمایا جیسے کوئی دیو کسی گیند کو قوت سے اچھال رہا ہو اور پھر پوری شدت سے اندھیر نگری کی سمت پھینک دیا۔ زافیر ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا تیز رفتاری سے اندھیرے کی بلند دیوار سے ٹکرایا اور لمحہ بھر بعد اندھیر نگری کی بے کراں گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

oooooooooo

رینا کی سانسیں اب آخری ہچکیوں میں بدل چکی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کی مدھم روشنی لرز رہی تھی۔ زمار کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے، وہ ٹوٹتی آواز میں بولا،

"میں تمہارا قاتل بن کر نہیں جی سکتا... میرے لیے پچھتاوے کی زندگی سے موت بہتر ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے خنجر اٹھایا۔ لمحہ بھر کے توقف کے بغیر، وہ خنجر اپنی گردن پر مار دیا۔ دھاتی خنجر نرم گوشت اور ہڈی کو چیرتا چلا گیا۔ اگلے ہی پل جب اس نے خنجر کھینچا تو گردن سے خون فوارے کی مانند پھوٹ نکلا۔

رینا نے یہ منظر تڑپ کر دیکھا، مگر اس کی زبان پر کوئی لفظ نہیں آ سکا۔ اس کے وجود میں صرف ایک آخری جھرجھری اُٹھی، ایک آخری ہچکی ٹوٹی، اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سو گئی۔

www.urducoon.com

زمار کا خون تیزی سے بہہ رہا تھا اور نقاہت اس کے وجود پر حاوی ہوتی جارہی تھی۔ اسی لمحے فضا کو چیرتا ہوا سموم نیچے اترا اور رینا کے پاس جا پہنچا۔ اس نے اس کی کھلی، بے نور آنکھوں میں جھانکا اور غم و غصے سے تڑپ اٹھا۔ اسے یہ اندازہ تک نہیں تھا کہ رینا کے جسم میں خنجر زمار نے گھونپا ہے، کیونکہ زمار خود بھی موت کی کشمکش میں ڈوبا ہوا تھا۔

زمار کی جان جانے کی اسے پرواہ تک نہیں تھی۔ اس کی نظر میں صرف رینا اہم تھی... وہ رینا جسے اس نے اپنے تاج کے سائے میں طاقت بخشی تھی، اور وہ اب اس کے سامنے مردہ پڑی تھی۔

سموم نے بازو پھیلائے اور غصے سے ایک زوردار گرج کے ساتھ فضا میں بلند ہوا، اس کا رخ آبیاروس اور شنداق کی جانب مڑ گیا۔ نیچے زمین پر، چند ہی لمحوں میں زمار کی سانسیں بھی بجھ گئیں۔ یوں دونوں بہن بھائی... جو کبھی ایک دوسرے کے ساتھ ہر خطرے میں ڈٹے رہے تھے... اسی دن، اسی لمحے، ایک ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

جب وہ انتقام کی راہ پر نکلے تھے تو کبھی یہ خیال ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا تھا کہ ایک دن ایسا موڑ بھی آئے گا، جہاں ان کا قاتل کوئی اور نہیں بلکہ وہ خود ہوں گے۔ رینا کے لیے یہ تصور بھی ناممکن تھا کہ وہ زمار کے ہاتھوں مرے گی۔ اذیت ناک موت بھی شاید اس کے آخری لمحات کو اتنا بھاری نہ بناتی، جتنا یہ صدمہ کہ اس کا پیارا بھائی، جس کے لیے وہ جان تک دینے کو تیار رہتی تھی، وہی بھائی اس کے سینے میں خنجر گھونپ دے گا۔

یہ صرف موت نہیں تھی بلکہ ایک المیہ تھا... ایسا زخم جو دل کی گہرائیوں کو چیر کر رکھ دیتا ہے۔ اور پھر آخری سانسوں میں یہ دیکھنا کہ زمار نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی کا چراغ بھی گل کر دیا۔ یہ منظر رینا کے لیے موت سے زیادہ کربناک تھا۔

اب دونوں بہن بھائی کی بے جان لاشیں میدان کے سنسان دشت میں پڑی تھیں۔ نہ کوئی دیکھنے والا، نہ کوئی ماتم کرنے والا۔ بس ہوا کی خاموش سرسراہٹ تھی جو ان کے المیے کی گواہی دے رہی تھی۔

°°°°°°°°°°

ندیم تیزی سے دوڑتے ہوئے تاج تک پہنچ گیا۔ اس نے جھپٹ کر تاج اٹھایا اور بنا لمحہ ضائع کیے اندھیر نگری کی طرف لپکا۔

دوسری جانب سموم، آبیاروس اور شنداق کے قریب آن پہنچا تھا کہ اچانک اسے پھر اپنے تاج کا اجنبی ہاتھوں میں ہونا محسوس ہوا۔ اس کے چہرے پر غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی اور وہ پلٹنے ہی والا تھا کہ آبیاروس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اگلے ہی لمحے پانی کا ایک زبردست سیلابی ریلا سموم پر ٹوٹ پڑا۔ وہ دھاڑتا ہوا اس موج کے ساتھ بہتا چلا گیا اور اس کا وجود زمین و فضا کو چیرتا ہوا بہت دور جا گرا۔

www.urdubcon.com

جب تک سموم خود کو پانی کے بہاؤ سے سنبھالتا، ندیم اندھیر نگری کے دہانے تک جا پہنچا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس سیاہی کے پردے کے پار کیا ہے، نہ ہی یہ سمجھ پایا تھا کہ یہ عام اندھیرا نہیں بلکہ اندھیر نگری ہے جس کے اسرار انسانی عقل سے ماوراء ہیں۔

سموم نے جیسے ہی خود کو جھٹک کر سنبھالا تو فوراً فضا کو چیرتا ہوا بلندی سے ندیم کی جانب لپکا۔ وہ لمحہ بہ لمحہ قریب آ رہا تھا، مگر ندیم قدم بڑھاتے ہوئے اندھیر نگری کی گہرائیوں میں داخل ہو گیا۔ اب اس کے پیچھے جانا لا حاصل تھا۔

سموم نے اپنے جبڑوں کو کس کر بند کیا، آنکھوں میں شعلے جل اٹھے۔ اسے معلوم تھا کہ ملکہ دارونتھا اپنے قیدی کو کبھی واپس نہیں کرے گی۔ یہی سوچ کر وہ غصے سے دہاڑتا ہوا مڑا اور ایک بار پھر اپنے دونوں ازلی دشمنوں... آبیاروس اور شنداق... کی طرف پلٹ گیا۔

oooooooooo

زافیر فضا میں بے قابو گھومتا ہوا اندھیر نگری میں جا پہنچا۔ تیز گردش کی شدت سے اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ جیسے ہی اس نے ہمت کر کے پلکیں کھولیں، ہر چکر پر اس کے سامنے دو سفید، خوفناک حد تک روشن آنکھیں ابھرتیں۔ وہ آنکھیں یوں لگتی تھیں جیسے اندھیرے کی بے کراں گہرائیوں میں دو شعلے جل رہے ہوں۔ اسے لمحہ بھر میں اندازہ ہو گیا کہ یہ ملکہ دارونتھا ہے۔

گھبراہٹ نے اس کا وجود جکڑ لیا۔ وہ انہی آنکھوں کو گھورے جا رہا تھا کہ اچانک اس کا جسم پوری قوت سے سخت زمین سے ٹکرایا۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ وہ ایک پتھر کی مانند اچھلتا، لڑھکتا اور پھسلتا ہوا دور تک جا گرا... بالکل ویسے ہی جیسے ایک کنکر پانی کی سطح پر اچھلتا ہوا دور نکل جاتا ہے۔

آخرکار اس کا جسم رُک گیا۔ وہ ٹوٹا پھوٹا زمین پر پڑا تھا۔ سانسیں دھونکنی کی طرح چل رہی تھیں اور اس کے بدن کی کئی ہڈیاں چکنا چور ہو چکی تھیں۔

اچانک ملکہ دارونتھا کی گرجتی ہوئی آواز فضا میں گونجی،

"ناممکن... یہ ہرگز ممکن نہیں!"

اس کی آواز میں ایسی لرزش اور کپکپاہٹ تھی کہ پورا ماحول کانپ اُٹھا۔ زافیر نے گھبرا کر اپنے کانوں کو مضبوطی سے تھام لیا مگر وہ دہلا دینے والی آواز پھر بھی سیسے کی دھار کی مانند اس کے کانوں میں اترتی رہی اور دماغ پر ہتھوڑوں کی طرح برسنے لگی۔

اگلے ہی لمحے وہ چمکتی سفید آنکھیں یکایک غائب ہو گئیں اور چاروں طرف ایک گھنا، بے حد خوفناک اندھیرا چھا گیا۔

oooooooooo

ندیم نے جیسے ہی اندھیر نگری میں قدم رکھا، زمین اس کے پیروں تلے کھسک گئی اور وہ بے بسی سے پستیوں میں گرتا چلا گیا۔ دل دہلا دینے والی تاریکی نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا، جیسے ہر سمت سے اندھیرا اس پر ٹوٹ پڑا ہو۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

اچانک سامنے دو سفاک، برف کی مانند چمکتی سفید آنکھیں اُبھریں۔ اگلے ہی پل ایک ہولناک منظر نے اس کے ہوش اڑا دیے۔ اس کا جسم آہستہ آہستہ ٹکڑوں میں بٹنے لگا۔ پہلے بازو جسم سے الگ ہو کر دور جا گرے، پھر ہاتھ سے تاج لڑھک کر اندھیروں میں کھو گیا اور کندھوں سے بیگ پھسل کر وحشت کی کھائی میں غائب ہو گیا۔

یہ سب کچھ اتنی تیزی اور بے رحمی سے ہوا کہ اسے چیخنے کا موقع تک نہیں مل سکا۔ مگر سب سے اذیت ناک بات یہ تھی کہ وہ اب بھی زندہ تھا۔ اس کا جسم درجنوں ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا لیکن اسے اپنے وجود کے ہر حصے کا درد اور ہر ذرے کی تڑپ محسوس ہو رہی تھی۔ ایک ناقابلِ برداشت اذیت، ایک بے پناہ گھٹن اور ایک وحشی درد اس کے پورے وجود میں لہروں کی طرح پھیل چکا تھا... ایسا عذاب جو موت سے بھی بدتر تھا۔

oooooooooo

وہی آنکھیں، جو لمحہ بھر کے لیے غائب ہوئی تھیں۔ ندیم کو لامحدود اذیت میں جھونکنے کے بعد دوبارہ ظاہر ہوئیں اور اب ملکہ کے عقب میں، زافیر سے کچھ فاصلے پر لرزاں وایستادہ تھیں۔

اچانک زافیر نے محسوس کیا جیسے کسی نے اس کے دماغ پر فولادی ہتھوڑا دے مارا ہو۔ وہ بے اختیار سر تھام کر کراہنے لگا۔ مگر اس کے لبوں پر نہ کوئی فریاد تھی، نہ التجا، نہ گڑگڑاہٹ۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ ملکہ دارونتھا کے سامنے کوئی صدا قابلِ سماعت نہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ملکہ کی بیٹی کا قاتل ہے... ایسے جرم پر معافی کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

چند لمحے گزرے ہی تھے کہ ایک اور وحشی ضرب نے اس کے دماغ کو چیر ڈالا، جیسے کسی نے بھاری پتھر سے اس کا سر کچل ڈالا ہو۔ اذیت کی شدت اس قدر تھی کہ اس کے حلق سے دبی دبی، جان لیوا سی چیخ نکل گئی۔ اندھیرے میں یہ چیخ ایسی گونجی جیسے کسی گہرے غار کے سینے کو چیرتی ہوئی سرگوشی میں ڈھل گئی ہو۔

اس بار ملکہ کی حیرت میں ڈوبی، لرزہ خیز آواز اندھیرے میں گونجی،

"یہ ناممکن ہے... تم مجھے اپنے دماغ تک پہنچنے سے کیسے روک رہے ہو؟"

یہ کہتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ زافیر کے قریب آئی اور پلک جھپکتے ہی اس کی گردن دبوچ کر فضا میں بلند کر دیا۔ زافیر اس کے فولادی ہاتھوں میں مچل رہا تھا۔ وہ گرفت کو شدت سے محسوس کر رہا تھا، اس کے بازو اور انگلیوں کی سختی چھو سکتا تھا، مگر دیکھنے کو صرف وہی دو سفاک، چمکتی سفید آنکھیں تھیں... جیسے پورا وجود تاریکی میں تحلیل ہو کر محض آنکھوں کی وحشت میں ڈھل گیا ہو۔

اس کی گرفت اتنی بے رحمی سے جکڑ رہی تھی کہ اس کے ہاتھوں کو ہلکی سی جنبش دینا بھی محال ہو گیا تھا۔ سانس گھٹنے لگی، پسلیاں جیسے ٹوٹنے کو تھیں۔

ملکہ کی گرج دار آواز پھر ابھری، ہر لفظ گویا آسمان چیرتا ہوا اترا،

"یقیناً تم زافیر ہو... فلفان کا پوتا... میری بیٹی لومیٹرا (لو_می_تھرا) کا قاتل۔ تبھی تو تم اندھیر نگری کی روایتی اذیت سے بچ نکلے... اور میں تمہارے دماغ تک رسائی حاصل نہیں کر پا رہی۔"

یہ کہتے ہی ملکہ نے زافیر کو زور سے ایک طرف اچھال دیا۔ وہ زمین پر لڑھکتا ہوا دور جا گرا اور اس کی پسلیوں کی مزید دو ہڈیاں ٹوٹنے کی دلخراش آواز گونجی۔ زافیر نے کراہنے کی کوشش کی مگر سانس رُکنے کے باعث اس کی آواز حلق میں ہی دب گئی۔

ابھی وہ سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ ملکہ بجلی کی طرح اس کے اوپر آن کھڑی ہوئی۔ اس کے قریب جھک کر اس کی سرد، لرزہ خیز آواز ابھری،

"میری بیٹی کو کھا گئے... اس کا خون پی گئے... وہی خون آج تمہیں اذیت سے بچا رہا ہے... لیکن میرے پاس اذیت دینے کو، اور بھی ہزار طریقے ہیں۔"

یہ کہتے ہی اس نے زافیر کے پہلو میں فولاد جیسی سخت ٹانگ سے بھرپور ٹھوکر ماری۔ ہڈیوں کے ٹوٹنے اور اندر کی طرف دھنسنے کی آواز اندھیر نگری کی گہری خاموشی میں دہشت پھیلا گئی۔ زافیر ایک بار پھر تڑپتا ہوا زمین پر دور جا گرا۔ اس کی کراہتی ہوئی سانسیں اور بے بسی اندھیرے میں گونجنے لگیں۔

ملکہ لمحے بھر میں دوبارہ اس کے قریب پہنچ چکی تھی۔ سفید چمکتی آنکھوں کے ساتھ وہ اس کے قریب کھڑی، اس کی اذیت کو سرد مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہی تھی... جیسے اس کی تکلیف ایک دلکش تماشا ہو۔

چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اندھیر نگری کی روایت کے مطابق زافیر کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں خودکار انداز میں جڑنے لگیں اور زخم بھرنے لگے۔ لیکن یہ شفا کسی رحمت کی مانند نہیں تھی، بلکہ ایک لعنت تھی... تاکہ وہ دوبارہ اذیت سہنے کے قابل ہو سکے۔

ملکہ نے گرجتی، دہلا دینے والی آواز میں پوچھا،

"کیا تم اپنے حق میں کوئی صفائی نہیں دو گے؟"

www.urduboon.com

زافیر نے کراہتے ہوئے بمشکل اپنی زبان کو جنبش دی،

"تمہارے... سامنے... ہر دلیل... بے کار ہے... تمہیں... تمہیں... جو کرنا ہے... وہ کرو۔"

اس کے لہجے کی بے باکی نے ملکہ کو لمحہ بھر کے لیے حیرت میں ڈال دیا، مگر فوراً ہی غصے کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ وہ بجلی کی طرح اس تک پہنچی اور فولادی گرفت کے ساتھ اس کی گردن دبوچ کر فضا میں بلند کر لیا۔ زافیر کا دم گھٹنے لگا، آنکھیں ابھر آئیں اور جسم پھڑپھڑانے لگا۔

بمشکل ڈوبتی ہوئی سانسوں میں اس نے کہا،

"اگر... اگر تمہیں... اتنا ہی مان ہے... اپنی طاقت پر۔۔۔"

اس سے آگے اس کے لیے ایک لفظ کہنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ سانس رکنے لگی اور حلق سے گھٹی دردناک غراہٹ نکلنے لگی۔

ملکہ کی آنکھوں میں وحشیانہ تجسس ابھر آیا۔ وہ چاہتی تھی کہ زافیر کی بات مکمل سن لے۔ اسی اشتیاق میں اس نے اپنی گرفت ہلکی ڈھیلی کر دی

سانس آہستہ آہستہ بحال ہوا تو زافیر نے ملکہ کو طیش دلانے کے لیے کہا،

"اگر تمہیں اپنی طاقت پر اتنا غرور ہے... تو مجھے بھی لڑنے دو... میں بھی دیکھوں... تمہارے اندر کتنا دم ہے۔"

یہ الفاظ زافیر کے لبوں سے نکلتے ہی، ملکہ کی سفید چمکتی آنکھیں یکدم دہکتے انگاروں میں بدل گئیں۔ اس نے زافیر کو زور سے دور زمین پر پٹخ دیا اور اس بار اس کی کئی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ جو زخم پہلے بھر چکے تھے، وہ ایک بار پھر پھٹ گئے اور خون کی لہر بہنے لگی۔

ملکہ غصے میں گرجی،

"تمہاری اتنی جرأت کہ تم نے مجھے للکارا۔۔۔!"

زافیر کا جسم اب زمین پر بے حس پڑا تھا، مگر وہ کراہتے ہوئے غضبناک لہجے میں بولا،

"کیا تمہیں ڈر ہے کہ میں... تمہاری بیٹی کی طرح... تمہارا بھی خون پی جاؤں گا؟"

ملکہ کے حلق سے فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا، جو لمحوں میں بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ قہقہہ دباتے ہوئے حقارت سے بولی،

www.urduboon.com

"کیا تم... حقیر سے انسان... مجھے مارو گے؟"

زافیر نے ایک گھٹنا زمین پر ٹکایا اور بمشکل بولا،

"تو آؤ پھر... میں بھی دیکھوں... اندھیرے کی ملکہ کی جسمانی طاقت... جس کی دہشت سے ساری متوازی دنیا کانپتی ہے۔"

اس بار ملکہ خاموشی سے اپنی جگہ کھڑی رہی۔ وہ زافیر کے زخم بھرنے اور ہڈیاں جڑنے کا انتظار کر رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں زافیر کافی حد تک سنبھل چکا تھا۔ اس نے سنبھلتے ہی ملکہ کی دہکتی آنکھوں کی جانب دوڑ لگائی اور حملہ کرنے کی کوشش کی، مگر ملکہ سامنے سے ہٹ گئی۔ گھرے اندھیرے میں اس کا وجود چھپا ہوا تھا۔ صرف چمکتی آنکھیں ہی اس کے وجود کا تعین کر رہی تھیں۔ اس نے دوبارہ حملہ کیا، لیکن ملکہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

اس نے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے، لیکن وہ اسے چھو بھی نہیں پا رہا تھا۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود وہ قریب نہیں پہنچ سکا۔ بار بار حملے کرنے کی وجہ سے اس کے سانس دھونکنی کی طرح بجنے لگی، لیکن رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ آخر کار، اس کے پیٹ کے پہلو میں درد اٹھا اور سانس بری طرح پھیپھڑوں میں پھنسنے لگی۔ وہ ایک لمحے کے لیے رک گیا۔

ملکہ نے اس کے تھکے ہوئے جسم کو دیکھ کر حقارت بھری آواز میں کہا،

"کیا صرف اتنا ہی دم تھا؟"

"تم خوف میں مبتلا ہو... میں کیا کر سکتا ہوں؟"

زافیر ہانپتے ہوئے بولا،

"خوف میں... کیا تم پاگل ہو؟"

ملکہ نے حیرت سے کہا۔ اسے زافیر کی باتوں میں دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔ ایسا قیدی اسے آج تک نہیں ملا تھا۔ یہاں تو جو بھی آتا، بس چیختے، چلاتے، معافی مانگتا۔ لیکن زافیر بے باکی سے اسے... اس کی اپنی اندھیر نگری میں... بار بار للکار رہا تھا۔ یہ ملکہ کے لیے حیران کن بھی تھا اور دلچسپ بھی۔

وہ ویسے بھی ابد تک کے لیے اس کا قیدی بن چکا تھا اور وقت گزاری میں ملکہ کو کوئی مضائقہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ ایک ہلکے توقف کے بعد اس نے محظوظ ہوتے ہوئے پوچھا،

www.urdubook.com

"بتاؤ... تم کیا چاہتے ہو؟"

زافیر نے دھیرے سے جواب دیا،

"اندھیرے میں تم دکھائی نہیں دے رہی۔ میں چاہتا ہوں کہ... میں ایک بار تمہیں چھو کر دیکھوں... میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا وجود ہے بھی کہ نہیں... یا صرف یہ بدنما آنکھیں ہیں جو فضا میں گھوم رہی ہیں۔"

ملکہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئی، سوچ میں غرق۔ پھر اچانک، ملکہ کی دہکتی آنکھیں اندھیرے میں غائب ہو گئیں اور فضا میں ایک سنسنی خیز خاموشی چھا گئی۔

°°°°°°°°°°

ندیم کا وجود ٹکڑوں میں بٹ کر مسلسل پستی میں گرتا رہا۔ اس کا ہر ٹکڑا ہوا میں بے بسی سے لڑھکتا رہا، جیسے اندھیرے نے اسے نگل لیا ہو۔ جانے کتنی دیر بعد اس کا جسم دوبارہ جڑنے لگا، لیکن پیروں تلے اب بھی زمین نہیں تھی۔ ہر جوڑ، ہر ہڈی، ہر رگ اذیت میں تڑپ رہی تھی، جیسے کسی نے اس کے اندر دہکتے کانٹے گاڑ دیے ہوں۔

وہ ابھی بمشکل سانس سنبھالنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کے سامنے دہکتے انگاروں جیسی آنکھیں ابھریں۔ ان آنکھوں کی تپش نے اس کے وجود کو جھلسا دیا اور اس کا دل خوف سے دہل اٹھا۔ اس کے بدن میں لرزہ ساطاری ہو گیا، پسینہ ٹھنڈے قطرات کی طرح اس کی پیشانی پر ابھر آیا اور وہ اس لمحے کو کوسنے لگا، جب حماقت میں وہ زافیر کے پیچھے اس اندھیر نگری میں چھلانگ لگا بیٹھا تھا۔

وہ آنکھیں صرف ایک پل کے لیے دکھائی دیں... شدت سے جھلملاتی ہوئی، جیسے جہنم کے دہانے سے جھانک رہی ہوں... اور پھر اچانک اندھیرے میں گم ہو گئیں۔ اس کے بعد فضا میں ایسی گھٹن چھائی کہ سانس لینا دشوار ہو گیا، جیسے خود اندھیرا اس کی سانسوں کو نچوڑ رہا ہو۔

اب اس کے جسم کا درجہ حرارت تیزی سے بڑھنے لگا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے رگوں میں بہنے والا خون لاوے میں پگھل کر اُبل رہا ہو۔ اچانک اس کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی اور اسی لمحے اس کی ہر رگ پھٹ گئی۔ خون دھاکوں کی مانند چھینٹوں کی طرح اس کے جسم سے ابلنے لگا۔

اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ہر رگ میں بارود بھرا ہو اور اندر ہی اندر چھوٹے چھوٹے دھماکے مسلسل ہو رہے ہوں، جو رگوں کو چیر کر گوشت کو ٹکڑوں میں بانٹ رہے تھے۔ اس کی چیخیں اندھیرے کی وسعتوں میں گونج کر فوراً ہی نگل لی جاتیں، جیسے اندھیرا خود اُن آوازوں کو چوس رہا ہو۔

زافیر بھی اسی اندھیر نگری میں موجود تھا، مگر یہاں ہر قانون ملکہ کا تھا۔ ندیم کی چیخیں اور صدیوں سے تڑپتے قیدیوں کی دہائیاں، اس تک کبھی نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ اس اندھیرے نے سب آوازوں کو اپنے اندر دفن کر رکھا تھا۔

ندیم اب ایک ایسے عذاب میں گرفتار تھا جہاں سے رہائی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ دنیا اُس کے لیے صرف درد، اذیت اور بے انتہا وحشت کا سمندر تھی... ایسا سمندر جس کا نہ کنارا تھا اور نہ ہی اس میں سکون کی کوئی لہر تھی۔ ہر لمحہ اس پر وحشی پن کی ایک نئی لہر حملہ آور ہوتی اور اس کی دردناک چیخیں مزید بلند ہوتی چلی جاتیں۔

oooooooooo

ملکہ دارونتھا کی دہکتی آنکھیں ایک پل کے لیے غائب ہوئیں تو زافیر کے دل میں ٹوٹا خیال آیا کہ وہ فوراً کسی سمت بھاگ کر اس اندھیرے سے باہر نکل جائے۔ وہ خیال مکمل ہونے سے پہلے ہی آنکھیں دوبارہ نمودار ہو گئیں۔ اس بار اُن کی پہلے جیسی سفید چمک واپس آچکی تھی اور وہ فضا میں معلق محسوس ہو رہی تھیں۔

ملکہ نے قدرے نرمی سے پوچھا،

"تو تم مجھے چھونا چاہتے ہو؟"

زافیر نے اپنی گھبراہٹ اور اذیت پر قابو پاتے ہوئے پر عزم لہجے میں کہا،

"ہاں... میں تمہیں چھو کر دیکھنا چاہتا ہوں... پھر تم میرے ہاتھوں سے بچ نہیں پاؤ گی۔"

ملکہ کی طنزیہ ہنسی اندھیرے میں ابھری، پھر اس کی ٹوٹتے پہاڑ جیسی دہاڑ سنائی دی،

"نادان انسان... چلو، تمہاری خواہش پوری کر ہی دیتی ہوں۔"

یہ الفاظ لبوں سے نکلے ہی تھے کہ آنکھ جھپکتے میں وہ سفید آنکھیں زافیر کے بالکل قریب آ گئیں۔ اتنی قریب کہ اس نے ملکہ کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کی۔

حقیقت یہ تھی کہ اسے اتنے قریب پا کر زافیر ایک پل کو سہم گیا۔ اس کا دل خوف سے یوں دھڑکنے لگا جیسے سینے کی ہڈیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔ مگر ہمت باندھتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور ملکہ کے ہاتھوں کو چھوا۔ اندھیرے نے اس کے وجود کو چھپا رکھا تھا، لیکن لمس نے یہ احساس دلایا کہ ملکہ کے ہاتھ نازک اور نرم تھے... بالکل ایک عام عورت کی مانند۔

پھر اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کے چہرے تک بڑھایا۔ انگلیاں ملکہ کے گال پر پھسلتی چلی گئیں، اس کے گال عام عورتوں کی نسبت کئی گنا ملائم تھے ریشم کی مانند۔ اس نے ہونٹوں کو بھی چھوا، اور پھر دونوں ہاتھ پھسلتے ہوئے اس کی صراحی دار گردن تک جا پہنچے۔

یہی وہ لمحہ تھا جس کا زافیر شدت سے انتظار کر رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ ملکہ کچھ سمجھ پاتی، زافیر نے جھٹکے سے اپنے دانت اس کی گردن میں گاڑ دیے۔ اس نے اپنی تمام تر طاقت جھونک دی تھی۔ ایک ہی لمحے میں گردن کا گوشت اس کے دانتوں تلے کٹ کر منہ میں آ گیا اور بہتے ہوئے خون نے اس کا حلق بھر دیا۔

ملکہ نے غصے سے دہاڑتے ہوئے اسے ایک زبردست جھٹکے کے ساتھ دور اچھال دیا۔ اس کی گرج اندھیرے کو ہلا گئی،

"دھوکے باز...! تمہاری یہ جرأت کہ مجھے دھوکہ دو؟"

زافیر زمین سے ٹکرایا، مگر اس کی توجہ صرف ایک ہی شے پر جمی ہوئی تھی... وہ خون۔ جیسے ہی وہ اس کے حلق سے نیچے اترا، اس کے بدن میں ایک سنسنی دوڑ گئی۔ وہ یکدم کانپ گیا۔

حیرت اور اضطراب اس کے چہرے پر پھیلنے لگا۔ ملکہ کے خون نے اس پر ایک ہولناک راز کھول دیا تھا... ایک ایسی لرزہ خیز حقیقت، جو ناقابلِ یقین بھی تھی اور ناقابلِ فراموش بھی۔

یہ ذائقہ... یہ خون کا ذائقہ... جانا پہچانا تھا۔ زافیر کے حواس جیسے لمحے بھر کو منجمد ہو گئے۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا یا بولتا، ملکہ نے لپک کر اس کی گردن دبوچ لی۔

"رکو... رکو...!" زافیر کی گھٹی ہوئی آواز نکلی۔

ملکہ غصے سے گرجی،

"تمہاری یہ جرأت کہ میرا خون بہاؤ؟"

www.urdubooon.com

زافیر کا سانس اٹک رہا تھا۔ وہ بمشکل کپکپاتی آواز میں بولا،

"تم... تم... وہ... آبرو... تمہاری بیٹی ہے!"

یہ محض الفاظ نہیں تھے... یہ زافیر کی زبان پر پھوٹنے والا حیرت کا طوفان تھا۔ اس کا دل یقین اور بے یقینی کے بیچ لرز رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ننھی بچی، جسے وہ برسوں سے اپنی بیٹی کی طرح پالتا آیا تھا، آخر کس بھیانک حقیقت کا حصّہ نکل رہی ہے۔

وہ عام بچی نہیں تھی... وہ ملکہ دارونتھا کی بیٹی تھی!

وہ بیٹی جو ہمیشہ پردے میں رہی، جو آج بھی ایک معصوم بچی کی طرح اس کے ساتھ تھی مگر اب اچانک سب کچھ بدل سا گیا تھا۔ مگر زمار کی باتوں کے مطابق تو ملکہ کی بیٹی ایک جوان عورت ہونی چاہیے تھی۔ البتہ آبرو جب اس کے ہاتھ لگی، وہ تو محض تین برس کی معصوم بچی تھی۔

زافیر کے وجود پر ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ سچ اور وہم کے درمیان کی یہ گتھی اب اس کے لیے مزید ناقابلِ برداشت ہو رہی تھی۔

یہ الفاظ سن کر ملکہ کی گرفت ہلکی سی ڈھیلی پڑ گئی۔ حیرت سے اس نے پوچھا،

"یہ آبرو کون ہے؟"

زافیر کا سانس تھوڑا سا بحال ہوا۔ وہ ملکہ کی گرفت میں جھولتا ہوا، حیرت بھرے لہجے میں بول اٹھا،

"یہ کیسے ممکن ہے؟ جب آبرو مجھے ملی تو وہ محض تین سال کی بچی تھی۔ زمار نے تو کہا تھا کہ تمہاری بیٹی ایک جوان عورت ہے۔"

ملکہ ایک بار پھر گرجی، اس کی آواز میں تلخی اور شک دونوں شامل تھے،

"تمہارے جسم سے اس کے خون کی بو آ رہی ہے... یقیناً تم ہی اس کے قاتل ہو۔"

زافیر کی آنکھوں میں فوری اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے بولا،

"نہیں... بالکل نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ میں نے اسے بچانے کے لیے ہی اپنے خاندان کو مارا تھا اور اسی کے تحفظ کی خاطر، واپس متوازی دنیا میں آیا ہوں۔"

"بکواس مت کرو...! تم نے ہی اسے مارا ہے... اس کے خون کی مہک تمہارے جسم سے صاف محسوس ہو رہی ہے۔ تم نے میری اندھیر نگری کے قوانین توڑے ہیں... اور یہ صرف... لومیشرا کے خون سے ہی ممکن ہے!"

www.urduboon.com

زافیر نے گھٹی ہوئی آواز میں التجا کی،

"مجھے چھوڑو... میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔ تمہاری بیٹی زندہ ہے! میں نے اسے اپنی بیٹی بنا کر پالا ہے۔"

ملکہ دارونتھا کے چہرے پر ایک لمحے کو حیرت دوڑ گئی۔ اس کی آنکھوں میں شک اور امید کی لرزش اکٹھی جاگ اٹھی۔ زافیر کے الفاظ ناقابلِ یقین تھے۔ وہ پہلے بھی ایک بار اسے دھوکہ دے چکا تھا، لیکن اب اس کے لہجے میں ایسی پختگی تھی جو جھوٹ سے میل نہیں کھا رہی تھی۔ اگر اس کی بیٹی کے زندہ ہونے کا ایک فیصد بھی امکان تھا، تو وہ اسے نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔

خاموشی لمحہ بھر کو سناٹے کی صورت چھا گئی۔ پھر ملکہ نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی۔ زافیر کا جسم دھڑام سے زمین پر گرا، لیکن وہ لڑکھڑاتا ہوا بھی فوراً کھڑا ہو گیا، جیسے کسی بڑے انکشاف کے دہانے پر کھڑا ہو۔

ملکہ نے قدرے دبے ہوئے غصے مگر تحمل سے کہا،

"مجھے سب سننا ہے... بتاؤ، تمہیں میری بیٹی کہاں ملی؟"

زافیر نے اپنے لہجے کو نرم اور شائستہ کرتے ہوئے جواب دیا،

"لیکن اس سے پہلے... مجھے ایک سوال کا جواب چاہیے۔"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش رہا۔ فضا میں سناٹا چھا گیا۔ پھر اس نے ملکہ کی چمکتی ہوئی سفید آنکھوں میں سیدھا دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا،

"تمہاری بیٹی... کیا وہ ایک جوان عورت تھی یا ایک ننھی بچی؟ جب وہ غائب ہوئی، تب اس کی عمر کتنی تھی؟"

ملکہ چند لمحے خاموش رہی، جیسے اپنے اندر کے زخموں کو ٹٹول رہی ہو، پھر دھیمے مگر بھاری لہجے میں بولی،

"میری بیٹی کی عمر اگرچہ تینتیس سال تھی اور اس کی سوچ بھی ایک جوان عورت جیسی تھی، مگر اندھیر نگری میں رہنے کی وجہ سے اس کی جسمانی افزائش رکی ہوئی تھی۔ یوں سمجھ لو جیسے کوئی پودا اندھیرے میں رکھ دیا جائے، اسی لیے میں نے اسے اندھیر نگری کی حدود سے باہر بھیجنا شروع کیا تاکہ روشنی اور فضا اسے سہارا دے۔ وہ ہمیشہ میری نظروں کے قریب رہتی، اندھیر نگری کے آس پاس... لیکن پھر ایک دن وہ حد سے آگے نکل گئی۔ میں چاہ کر بھی اسے واپس نہ لا سکی، کیونکہ ایک انجان دیوار ہے جو مجھے اندھیر نگری سے باہر قدم رکھنے سے روکتی ہے۔"

www.urduboox.com

ہلکے توقف سے وہ دوبارہ بولی،

"اسی دن، میں نے دُور... تمہارے بنگلے کی سمت سے اپنی بیٹی کے رونے کی آوازیں سنیں۔ میں بے بسی سے تڑپتی رہی، مگر کچھ کر نہیں پائی۔ پھر اچانک... اس کا وجود میرے احساس سے نکل گیا، مجھے وہ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ یوں لگا جیسے وہ مر گئی... یا پھر متوازی دنیا سے غائب ہو گئی۔ اُس وقت میرے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ وہ حقیقی دنیا میں جا سکتی ہے۔ اس کی وہ آخری چیخ... اور پھر اس کے وجود کا کچھ دیر بعد غائب ہو جانا، میرے لیے اس بات کا اعلان تھا کہ وہ مر چکی ہے۔"

یہ سن کر زافیر چند لمحے کے لیے گہری خاموشی میں ڈوب گیا۔ پھر اندھیرے میں ہی چوکڑی مار کر بیٹھ گیا اور مدھم لہجے میں گویا ہوا،

"یہ اس دن کی بات ہے، جب ایک بس میں بہت سے انسان، متوازی دنیا میں داخل ہوئے تھے... یعنی ہمارے لیے بے شمار شکار، مگر وہ سب درندوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ انہی لاشوں کے درمیان مجھے ایک تین سالہ ننھی بچی ملی۔۔۔"

زافیر نے اسے ابتدا سے سب کچھ سنانا شروع کیا۔ یہ بھی بتایا کہ آبرو کی خاطر ہی اُس نے آدم خوری ترک کی اور پھر کیسے آفات نازل ہوئیں۔ وہ بولتا چلا گیا، جیسے برسوں کا بوجھ اتار رہا ہو۔

"پھر... جب میری بیوی گہرے شگاف میں جا گری تو اچانک اُس کے قدموں تلے سے ایک انجان روشنی پھوٹی۔ ایک نورانی ہالہ جس نے اُسے زندگی کے ساتھ اوپر کھینچ لیا۔ اور جب وہ ہالہ پھٹا تو پورا آسمان جگمگا اُٹھا۔ وہی روشنی ہمیں واپس بنگلے تک لے آئی۔"

ملکہ دارو نتھا یہ سنتے ہی چونک گئی۔ اُس کی چمکتی آنکھوں میں تجسس اور خوشی کی ایک ساتھ چمک لہرائی۔

"اس کا مطلب ہے... لومیثرا (آبرو) نے اپنی طاقت کا پہلا مظاہرہ کر دیا۔

اور وہ بھی بالغ وجود پانے سے پہلے ہی۔۔۔"

"کیا وہ روشنی... آبرو نے پیدا کی تھی؟"

زافیر نے حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے لہجے میں سوال کیا۔

www.urduboon.com

اب ملکہ بھی آہستگی سے اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پہلی بار سختی کی جگہ ایک نرم چمک ابھر آئی۔ اب اسے زافیر سے وہ پرانی نفرت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ الٹا ایک عجیب سا سکون تھا، جیسے وہ دل ہی دل میں اُس کا شکریہ ادا کر رہی ہو کہ اس نے اس کی بیٹی کو سنبھالا اور اس کی پرورش کی۔

ملکہ نے گہری سانس لی اور نرم لہجے میں بولی،

"جان بوجھ کر نہیں... لیکن انجانے میں اُس نے اپنی طاقت کو بیدار کر دیا تھا۔ یقیناً وہ اُس لمحے شدید خوف میں ڈوب گئی تھی اور اس کے دل میں صرف ایک ہی خواہش زندہ تھی... اپنے گھر واپس جانے کی۔ اُس کی حفاظت اور چاہت کو پورا کرنے کے لیے اُس کے لاشعور نے روشنی کو جنم دیا۔"

وہ لمحہ بھر کو رکی، پھر اپنی دہکتی آنکھوں میں روشنی اور یادوں کی پرچھائیاں لیے آگے بولی،

"دراصل وہ روشنی کی ملکہ ہے... جیسے میرے باقی چاروں بیٹے... شنداق، سموم، کازمار اور آبیاروس... چار عناصر کے بادشاہ ہیں، ویسے ہی میری بیٹی لومیثرا روشنی کی ملکہ ہے۔"

یہ سنتے ہی زافیر کے لب ساکت رہ گئے اور وہ ہکا بکا رہ گیا۔ حیرت اس بات کی نہیں تھی کہ آبرو، ملکہ کی بیٹی ہے... اصل حیرانی تو یہ تھی کہ ملکہ داروغا چاروں بادشاہوں کو اپنا بیٹا کہہ رہی تھی۔ اس کا دل جیسے لمحہ بھر کو دھڑکنا بھول گیا۔

اس نے گہری سانس لی اور ملکہ کی چمکتی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے حیرت سے بولا،

"لیکن... ہم تو اپنی دادی سے ہمیشہ ایک الگ ہی کہانی سنتے آئے ہیں۔ ہمیں دادی نے بتایا تھا کہ آپ... آپ محض ایک عام انسان تھیں، جو حقیقی دنیا سے یہاں آئی تھیں۔"

یہ سن کر ملکہ کی آنکھوں کی چمک یکدم بڑھ گئی۔ اگلے ہی پل اس کی کھنکتی، پراسرار ہنسی ابھری... ایسی ہنسی جس میں تحقیر بھی تھی اور تجسس بھی۔ پھر اس نے نرمی سے پوچھا،

"کیسی کہانی؟ سناؤ مجھے... میں جاننا چاہتی ہوں کہ میرے بارے میں تمہاری دادی نے کیسے جھوٹ بولے۔"

زافیر کے ہونٹ کانپے، وہ لمحہ بھر کو خاموش رہا جیسے اپنے الفاظ کو تول رہا ہو۔ پھر آہستہ آہستہ شروعات سے سب کچھ سنانے لگا۔ اس کی آواز اندھیرے میں گونجتی جاتی اور وہ بنا رُکے سناتا ہی چلا گیا۔

ملکہ کی سفید، چمکتی آنکھوں کی روشنی ہر گزرتے لفظ کے ساتھ تیز تر ہونے لگی، جیسے وہ اس جھوٹی کہانی کے ہر موڑ پر مزید محظوظ ہو رہی ہو۔ اس کی آنکھوں کی چمک اب اندھیرے میں چھپے وحشت ناک اسرار کی طرح لرزنے لگی تھی۔

°°°°°°°°°°

زافیر کی کہانی سن کر ملکہ چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی آنکھوں میں ایک گہری سنجیدگی تیر رہی تھی۔ پھر دھیرے سے بولی،

"آؤ تمہیں اصل کہانی سناتی ہوں۔"

چند لمحے کے سکوت کے بعد اس کی آواز ایک نرمی اور اداسی لیے پھر گونجی،

"پہلے متوازی دنیا سراسر اندھیر نگری تھی۔ میں کون ہوں...؟ کہاں سے آئی ہوں...؟"

"ان سوالوں کے جواب آج تک میرے پاس نہیں۔ جب پہلی بار آنکھ کھولی تو خود کو گہرے اندھیرے میں پایا اور صدیوں تک وہی سناٹا میرا مقدر رہا۔

پھر اچانک مجھے ایک تحفہ ملا... شنداق کی صورت میں۔ وہ بچہ جو جاگنے میں گوشت پوست کا تھا، لیکن نیند میں ڈوبتے ہی مٹی کی مورت میں ڈھل جاتا۔ میں نے اسے جنم نہیں دیا تھا۔ درحقیقت، پانچوں میں سے کوئی بھی میری حقیقی اولاد نہیں، مگر ان سب کے لیے میرا پیار اور ممتا بالکل ایک ماں کی مانند ہے۔

جس دن میں نے پہلی بار شنداق کے رونے کی آواز سنی، میری تنہائی ٹوٹ گئی۔ ایک ننھا وجود میری گود میں آ گیا۔ میں نے اسے پالنا شروع کیا مگر اندھیر نگری کی وجہ سے اس کی پرورش رک سی گئی تھی۔ اسی وقت میں نے اپنی اندھیر نگری کو سمیٹ کر ایک نیا خطہ تخلیق کیا... ایک وسیع سلطنت، جو صرف شنداق کے لیے تھی۔ وہی خطہ جو آج شنداق کی سلطنت کہلاتا ہے۔"

"وہ وہیں پروان چڑھتا رہا اور اکثر مجھ سے ملنے آتا، مگر جیسے ہی اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا، اس نے میری خبر لینا ترک کر دی۔ اس نے مٹی سے اپنی ایک فوج کھڑی کر لی تھی اور باقیوں نے بھی بالکل اسی طرح اپنی اپنی فوجیں بنائی ہیں۔"

خیر۔۔۔

پھر مجھے ایک اور تحفہ ملا... ایک نیا بچہ۔ یہ سموم تھا، شرارتی مگر دلکش، ہمیشہ مسکرانے والا۔ میں نے اسے شنداق کی سلطنت میں بھیجا، لیکن شنداق نے اسے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً مجھے پھر اپنی اندھیر نگری کو سمیٹنا پڑا۔ سموم نے مجھے کبھی نہیں چھوڑا، وہ ہمیشہ لوٹ کر میرے پاس آتا رہا۔

www.urdubcon.com

ابھی وہ مکمل طور پر جوان بھی نہ ہوا تھا کہ اندھیر نگری میں ایک اور بچہ ظہور پذیر ہوا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں نیلی آگ لپٹی رہتی تھی۔ یہ میرا بیٹا کازمار تھا۔ اس کی پرورش کا ذمہ سموم نے اٹھایا، لیکن جیسے ہی وہ جوان ہوا، اس نے اپنی الگ سلطنت کا مطالبہ کر دیا۔ اسے اپنی طاقت اور اپنی دنیا چاہیے تھی۔

میں نے اس کی خواہش کا بھی احترام کیا اور اپنی نگری سمیٹ کر اسے بھی ایک وسیع خطہ سونپ دیا۔ یوں صدیاں بیت گئیں اور سموم و کازمار نے بھی میری خبر لینا ترک کر دی۔

اس کے بعد آبیاروس ایک ننھے بچے کے روپ میں اندھیر نگری میں آیا۔ میں نے اسے سموم کے سپرد کرنا چاہا، مگر اس نے حقارت سے واپس بھیج دیا۔ کہنے لگا، "یہ ناپاک ہے، اس کے وجود سے ہمیشہ پانی بہتا ہے، یہ تو میری سلطنت کو ڈبو دے گا۔" شنداق اور کازمار نے بھی اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

آبیاروس بے حد نفیس، سنجیدہ اور کم گو تھا۔ وہ اکثر خاموشی سے ایک جگہ بیٹھا رہتا۔ جب میں اسے باہر جا کر گھومنے کو کہتی تو وہ نرم لہجے میں جواب دیتا، "میرے قدم تباہی اور سیلاب لاتے ہیں... میں نہیں جا سکتا۔"

حیرت انگیز طور پر وہ اندھیر نگری میں ہی جوان ہوتا چلا گیا، مگر رفتہ رفتہ اس کی موجودگی میرے لیے مشکل بننے لگی۔ اس کے وجود سے بہنے والا پانی باہر نکلنے کے بجائے نگری میں ہی جمع ہوتا رہتا تھا، جیسے اندھیرے کی تہوں میں ایک خاموش سمندر جنم لے رہا ہو۔

میں اسے اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتی تھی، مگر مجبوراً میں نے اسے بھی ایک الگ خطہ دے دیا... ایک ایسا خطہ جو باقی سب سے بڑا تھا۔

اور میرا یہی فیصلہ سموم کو ناگوار گزرا۔ وہ خود کو سب سے افضل سمجھتا تھا۔ بظاہر خوش مزاج اور ہنسی مذاق والا لیکن درونِ دل لالچ سے بھرا ہوا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کی سلطنت سب سے وسیع ہو۔

شنداق ہمیشہ سے جانتا تھا کہ متوازی دنیا کے ساتھ ایک حقیقی دنیا بھی رواں دواں ہے، جہاں بے شمار مخلوقات بستی ہیں۔ یہ راز سموم پر بھی آشکار ہو گیا... نہ صرف حقیقی دنیا کے وجود کا، بلکہ اس بات کا بھی کہ شنداق ہی وہ واحد ہستی ہے جو اس دنیا کے دروازے کھول سکتا ہے۔

لالچ اور تجسس سے بھرا سموم ایک روز شنداق کے سامنے آیا اور اپنی خواہش ظاہر کی کہ وہ حقیقی دنیا میں جانا چاہتا ہے۔ اس نے دھوکہ دہی سے شنداق کو لالچ دیا کہ اگر وہ اسے جانے دے تو اپنی سلطنت اس کے سپرد کر دے گا۔

شنداق، جو سخت دل ضرور تھا مگر اصولوں پر قائم رہنے والا، صاف انکار کر گیا۔

"میں تمھیں اجازت نہیں دوں گا۔"

انہی دنوں کازمار اور آبیاروس کے درمیان ایک تلخی نے جنگ کی صورت اختیار کرلی۔ موقع غنیمت دیکھتے ہوئے سموم نے بھی شنداق پر اچانک حملہ کر دیا تاکہ اسے شکست دے کر حقیقی دنیا کا دروازہ کھول سکے۔

شنداق، جو پہلے ہی سموم کی قوت سے آگاہ تھا، جان گیا کہ یہ مقابلہ آسان نہیں ہو گا۔ اسی لیے اس نے کازمار اور آبیاروس کو مدد کے لیے پکارا۔ دونوں نے اپنے اختلافات بھلا کر شنداق کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور میدانِ جنگ میں اس کے شانہ بشانہ آ کھڑے ہوئے۔"

"تینوں نے مل کر سموم کو شرمناک شکست دی۔ وہ سب اس کے خاتمے کے لیے بے تاب تھے، مگر سموم نے پناہ کے لیے میری نگری کا راستہ اختیار کیا۔ باقی تینوں بھی جلد ہی اندھیر نگری پہنچ گئے اور مجھ سے سختی سے مطالبہ کیا کہ میں سموم کو ان کے حوالے کر دوں۔

میں نے آہنی انداز میں انکار کیا۔ میں نے صاف کہا کہ میں اپنے بیٹوں میں سے کسی کو قتل ہونے نہیں دوں گی۔ اگر چاروں میں سے کوئی ایک دوسرے کا قاتل کرے گا تو میری اندھیر نگری پوری متوازی دنیا کو نگل لے گی... اور میں باقیوں کو ابد تک اذیت میں مبتلا کر دوں گی۔ یہ وعدہ ایسی سزا تھا جس کا تصور بھی لرزا دینے والا تھا۔

پھر ہم نے ایک معاہدہ کیا۔ میں نے سموم سے اس کی پوری طاقت چھینی اور اُس طاقت کو ایک تاج میں بند کر کے شنداق کے حوالے کر دیا۔ میں نے شنداق کو حکم دیا کہ وہ اندھیر نگری کے کنارے ایک عظیم دیوار کھڑی کرے... ایسی دیوار جو مسلسل پھیلتی جائے، اندھیر نگری سے جڑ کر سموم کو اس کی اپنی سلطنت میں ہمیشہ کے لیے قید کر دے، تاکہ اس میں دوبارہ فساد پھیلانے کی سکت نہ رہے۔

وہ دیوار، میری مرضی اور شنداق کی مٹی کی قوت کا نتیجہ تھی... ایک ایسی حد جو امن کے بدلے خوفناک سزا کی ضامن بن گئی۔

سموم کو قید کرانے کے بعد میرے باقی تینوں بیٹوں نے ایک ایسا کام کر دیا کہ میں ان سے سخت ناراض ہوئی اور میں نے ان کے ساتھ مستقل بائیکاٹ کر دیا۔ میں نے واضح کر دیا کہ اگر وہ دوبارہ میری اندھیر نگری میں قدم رکھیں گے تو انہیں یہاں سے نکلنے کی اجازت نہیں ملے گی... میں انہیں ابد تک اذیت میں مبتلا کر دوں گی۔

یہ کہتے ہوئے ملکہ رک گئی۔ اس کے لہجے میں وہی سردی تھی جو حکم میں بدل چکی تھی۔

زافیر متجسس لہجے میں بولا،

"کیسا کام؟"

ملکہ کی آنکھوں میں غم اور غصہ دونوں یکجا تھے۔ اس نے دھیمی مگر سخت انداز میں بتایا،

"بغیر اجازت کے انہوں نے متوازی دنیا اور حقیقی دنیا کے درمیان دروازے کھول دیے۔ اور بس یہی نہیں... حقیقی دنیا سے آنے والی ایک ملکہ کو یہاں رہنے کی اجازت بھی دے دی۔ وہ ملکہ تمہاری دادی تھی، ملکہ فلفان۔۔۔"

یہ سن کر زافیر ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا۔ اس کے ذہن میں ایک خوفناک اور حیرت انگیز حقیقت نے جنم لیا... مطلب یہ تھا کہ اس کی دادی ایک ملکہ تھی، وہی ملکہ جس کی کہانی وہ ملکہ دارونتھا کے ساتھ منصوب کرتی تھی۔ ایک ایسا راز جو کبھی اس کے علم میں نہیں آیا تھا، مگر اب پوری شدت سے اس کے سامنے کھل گیا۔

°°°°°°°°°°

شنداق اور آبیاروس، سموم پر لگاتار حملے کر رہے تھے۔ فضا میں گرجتی ہوئی ٹکراؤ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ شنداق کی حالت خاصی خستہ ہو چکی تھی... ایک بازو ٹوٹ چکا تھا جس پر اس نے دھات کی بھاری پرت چڑھا کر درد پر کسی طرح قابو پایا ہوا تھا، جبکہ دوسرا بازو کندھے کے قریب سے کٹ چکا تھا۔ اس کٹی پھٹی حالت کے باوجود اس کی آنکھوں میں ضد اور آگ بھری ہوئی تھی۔ وہ شکست قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔

آبیاروس نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان سے پانی کو باریک برفیلے ذروں میں بدل کر سموم پر برسایا۔ مگر سموم کے وجود سے نکلنے والی طوفانی آندھی نے وہ برف کے ذرے ہوا میں ہی بکھیر دیے، جیسے برف کبھی وجود ہی نہ رکھتی ہو۔ سفید برف کے ذرات لمحہ بھر کو سموم کی سمت لپکے، مگر پھر یوں بکھر گئے جیسے اندھی نے ان کا وجود نگل لیا ہو۔

آبیاروس رکا تو سامنے سموم موجود ہی نہیں تھا۔ وہ لمحہ بھر کو ٹھٹکا، اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب سموم اس برفیلے وار سے بچتے ہوئے تیزی سے اپنی جگہ بدل چکا تھا۔ اب وہ ایک نئے زاویے سے ان پر جھپٹنے کو تیار تھا اور اس کے گرد گونجتی ہوئی آندھیاں آنے والے تباہ کن حملے کا پیش خیمہ بن رہی تھیں۔

وہ دھوئیں کے بگولے میں تحلیل ہو کر غائب ہو چکا تھا اور اگلے ہی لمحے شنداق کے سامنے یکایک نمودار ہو گیا۔ شنداق ابھی سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ سموم نے اپنی دھواں دار تلوار کو پوری قوت سے اس کی گردن پر دے مارا۔ ایک خوفناک چرچراہٹ کی آواز ابھری اور لمحہ بھر میں تلوار اس کی گردن کو دھڑ سے جدا کرتے ہوئے گزر گئی۔

www.urduboon.com

شنداق کا سر آگے کو لڑھک کر زمین پر گرا، پھر کسی بے جان فٹ بال کی مانند گول گھومتا ہوا زمین پر لڑھکتا چلا گیا اور کچھ فاصلے پر جا ٹھہرا۔ اس کا دھڑ لمحہ بھر گھٹنوں کے بل لڑکھڑایا اور پھر ایک بھاری آواز کے ساتھ زمین پر چھاتی کے بل ڈھے گیا۔

جیسے ہی شنداق کی زندگی کا چراغ بجھا، اس کے سپاہیوں پر بھی موت نازل ہو گئی۔ ان کے وجود ایک ہولناک دھماکے کے ساتھ پھٹنے لگے، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چیختے ہوئے مٹی کے ذروں میں تحلیل ہو گئے۔ وہ ذرات اندھیری فضا میں بکھر کر زمین میں جذب ہو گئے، گویا وہ کبھی وجود ہی نہیں رکھتے تھے۔

فضا میں راکھ اور دھوئیں کا ایسا گھمبیر امتزاج پھیل گیا تھا جس نے ہر سانس کو زہر آلود بنا دیا۔ سموم کے سبھی سپاہی جوش اور فتح کے نشے میں چیخنے اور چنگھاڑنے لگ گئے تھے۔

آبیاروس نے جب اپنے بڑے بھائی کو ذبح ہوتے دیکھا تو اس کے قدموں تلے زمین جیسے کھسک گئی۔ وہ ایک پل کو خوف اور صدمے سے پتھر کا بت بن گیا، اس کی آنکھیں شنداق کے بے جان دھڑ اور خون آلود سر پر جم گئیں، جو ہر لمحہ مٹی کی مورت میں ڈھل رہے تھے۔ اگلے ہی لمحے اس کے اندر ایک طوفان بھڑکا اور وہ غصے سے فلک شگاف گرج میں دھاڑا،

"تُو نے... تُو نے اپنے ہی بھائی کو مار ڈالا۔۔۔!"

یہ چیخ آسمان کو چیرتی ہوئی گونجی اور پھر وہ آگ بگولے کی مانند سموم پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے واروں میں انتقام کی آگ دہک رہی تھی، مگر سموم کے لبوں پر ایک بھیانک، فاتحانہ مسکان کھیل رہی تھی۔ اس کے لیے اب یہ جنگ صرف ایک کھیل رہ گئی تھی۔

سموم نے اپنے قدم جما کر آبیاروس کا سامنا کیا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید پھیل گئی، جیسے وہ پہلے ہی جانتا ہو کہ اب اپنے دوسرے بھائی کو مار گرانا اس کے لیے زیادہ مشکل نہیں رہا۔

oooooooooo

زافیر حیرت سے بولا،

"ہمیں تو دادی نے بتایا تھا کہ حقیقی دنیا سے آنے والی ملکہ کے لیے اندھیر نگری بنائی گئی تھی، مگر آپ کے الفاظ کسی اور حقیقت کا پتا دے رہے ہیں۔"

ملکہ کی طرف سے کوئی فوری جواب نہیں آیا۔ چند لمحے کے سناٹے کے بعد، اچانک اس کی سفید روشن آنکھیں پھٹ کر دہکتے انگاروں میں بدل گئیں۔ اس کی آواز غم اور غضب سے لبریز تھی،

www.urduboon.com

"سموم نے شنداق کو مار دیا ہے۔ تمہیں یہاں سے نکلنا ہو گا... جلد ہی وہ آبیاروس کو بھی ہلاک کر ڈالے گا اور پھر حقیقی دنیا میں قدم رکھ دے گا۔"

زافیر کے لب ساکت رہ گئے۔ سموم نے واقعی اپنے بڑے بھائی کو مار ڈالا تھا، اس حقیقت کی گونج اس کے اندر ایک سرد خوف چھوڑ گئی۔ اس نے جھٹ سے خود کو سنبھالا اور عزم بھری آواز میں کہا،

"نہیں... مجھے واپس میدانِ جنگ جانا ہو گا۔ آبیاروس کے مطابق مجھے آپ کے چاروں بیٹوں کے وجود کے حصے حقیقی دنیا جا کر جلانے ہیں۔ اسی طرح دونوں دنیاؤں کے دروازے بند ہو سکتے ہیں اور یہ تباہی روکی جا سکتی ہے۔ اگر میں یہ فریضہ پورا کیے بغیر چلا گیا تو سموم ہماری دنیا میں داخل ہو جائے گا۔"

"کیا اس نے تمہیں جلانے کا طریقہ بتایا تھا؟"

ملکہ نے بے چینی اور جلد بازی کے ملاپ سے پوچھا،

زافیر نے گہری سانس لی اور سر ہلاتے ہوئے کہا،

"جی ہاں... سورج اور چاند کی روشنی میں۔"

ملکہ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی روشنی دوڑ گئی۔ اس نے دھیمے مگر ٹھوس لہجے میں کہا،

"صحیح کہا اس نے... مگر یاد رکھنا، شنداق کی مٹی، کازمار کا انگوٹھا اور سموم کا تاج تبھی اثر پذیر ہوں گے جب آبیاروس کے آنسو انہیں تر کر دیں۔ تبھی سورج و چاند کی پلٹتی روشنی اُن پر کام کرے گی۔"

زافیر نے اس کی دہکتی آنکھوں میں ایک نظر دیکھا، پھر حیرت و اضطراب کے ملے جلے لہجے میں پوچھا،

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں یہ چیزیں لایا ہوں؟"

"کیونکہ تمہارا ایک ساتھی میری قید میں ہے... اور یہ چاروں اشیاء اس کے پاس تھیں۔ اب تمہیں ان کے لیے واپس جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

زافیر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں، اس کے چہرے پر فوراً نرم امید کی لہر دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے بولا،

"وہ... وہ ندیم ہے؟ اسے بھی لے آئیں... میں اسے ساتھ لے کر جاؤں گا۔"

www.urduboon.com

یکدم ملکہ کی دہکتی آنکھیں اور بھی زیادہ بھڑک اٹھیں، اس کے لہجے میں غصہ بھر گیا،

"نہیں... وہ ایک ظالم انسان ہے۔ وہ ابد تک میری قید میں رہے گا۔ اب اندھیر نگری کی اذیت ہی اس کا مقدر ہے۔"

زافیر کو لگا شاید وہ اس کے آدم خوری کے سبب سختی کر رہی ہے۔ وہ ندیم کے حق میں صفائی دینے لگا، آواز میں اضطراب اور التجا کا رنگ تھا،

"وہ ظالم نہیں... وہ تو بس مجرموں کو سزا دیتا ہے۔"

ملکہ نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا، پھر منہ چڑھاتے ہوئے کہا،

اگر تم ایسا سوچتے ہو تو تمہاری عقل اندھی ہے۔ میں نے اس کا دماغ پڑھا ہے... اس کی اصل حقیقت جان چکی ہوں۔ اس نے بے شمار معصوموں کا لہو" بہایا ہے۔ ایک بچے کو اس لیے مار ڈالا کہ اس نے چند روپے چرائے تھے، ایک اور کو مار دیا کیونکہ اس نے بکریوں کو مارا، ایک بس کو کھائی میں گرا دیا، تین "دیہات اس کی درندگی کا شکار ہوئے۔ اس کے مظالم کی فہرست طویل ہے... تم شاید اسے جانتے ہی نہیں۔

زافیر ساکت کھڑا رہا، ملکہ کی دہکتی آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا... حیرت اور غم سے اس کا دل دہل سا گیا۔ اس کے لیے یقین کرنا مشکل تھا کہ ندیم جیسا شریف النفس انسان اتنا بھیانک اور ظالم ہو سکتا ہے۔ وہ انہی سوچوں میں کھویا تھا کہ ملکہ کی آنکھیں اچانک غائب ہو گئیں۔ چند لمحے اسی سناٹے میں گزرے، پھر وہ آنکھیں دوبارہ نمودار ہوئیں، اتنی گہری تاریکی کے درمیان زافیر کے لیے بس وہی چمکتے چہرے کے دو چشمے ہی سب کچھ تھے۔

ملکہ نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھاما، تاج اس کے حوالے کیا اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹ کر بیگ اس کے کندھے پر چڑھا دیا... یہ منظر عین ویسا تھا جیسے ایک ماں اپنے بچے کو اسکول کے لیے تیار کر رہی ہو، وہ بچہ جو کامیابی سمیٹ کر واپس آئے گا اور اس کے لیے نئی راہیں کھولے گا۔

پھر ملکہ سامنے آکر عجلت بھرے انداز میں بولی،

"میں تمہیں اندھیر نگری کے اس مقام سے باہر، حقیقی دنیا بھیج دوں گی... وہ جگہ جہاں سورج اور چاند بیک وقت آسمان پر نمودار ہوں گے۔"

زافیر کی آواز میں اضطراب اور جلدی تھی، اس نے فوراً کہا،

"کسی شہر کے قریب بھیجیں... مجھے ایک محدب عدسے کی ضرورت ہو گی تاکہ سورج و چاند کی روشنی ان چاروں عناصر پر مجتمع ہو سکے۔"

اس کی عجلت گویا ہر لمحے کو ہاتھ سے نکلتا دیکھ رہی تھی، مگر ملکہ نے مختصر مگر ٹھوس انداز میں جواب دیا،

www.urduboon.com

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بس جیسا میں نے کہا ویسے ہی کرنا۔"

اگلے ہی لمحے زافیر کا وجود فضا میں معلق ہو گیا اور وہ اندھیر نگری کی گہری وسعتوں میں ایک نامعلوم سمت کی طرف تیزی سے کھنچنے لگا۔ ہوا کے جھکڑ جیسے اس کے ارد گرد گرج رہے تھے اور وہ حد درجہ تیز رفتاری سے خلا کو چیرتا آگے بڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک اس کے قدم کسی سخت، ٹھوس زمین سے ٹکرا گئے اور وہ گہری تاریکی میں اتر آیا۔

اسی اثنا میں ملکہ کی آواز عجلت سے گونجی،

"یہاں سے سیدھے نکل جاؤ... سامنے ایک پہاڑی ملے گی۔ اس میں ایک اندھیری غار ہے، اسی میں داخل ہو جانا۔ وہ غار تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دے گی۔"

زافیر نے رکے بغیر اس کی دہکتی آنکھوں کی طرف دیکھا اور آخری سوال لبوں پر لے آیا،

"بس یہ بتا دو... میری دادی، ملکہ فلفان کو شنداق آخر کیوں لے کر آیا تھا؟"

ملکہ لمحہ بھر کو خاموش ہو گئی، جیسے کسی پرانی یاد نے اس کی زبان کو باندھ دیا ہو۔ پھر دھیرے مگر نرمی سے بولی،

"سموم کا تاج کوئی بھی اپنے ہاتھوں سے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ اسی لیے تمہاری دادی کو تاج کا محافظ چنا گیا۔ ایک ایسا انسان جو تاج سے سموم کی اصل طاقت نہ لے سکے۔ اگر کوشش بھی کرے تو محض جسمانی قوت حاصل کرے، ہواؤں پر کبھی غلبہ نہ جما سکے۔"

اس کے لہجے میں ایسا بھید چھپا تھا جیسے اندھیروں کی دیواروں میں کوئی دیرینہ راز بند ہو۔

اب زافیر کے سامنے سب گتھیاں کھل چکی تھیں۔ اب اسے مزید کچھ جاننے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اس نے نرم لہجے میں بس اتنا پوچھا،

"باہر کہاں سے نکلنا ہے؟"

ملکہ نے جواب دینے کے بجائے بے چینی سے کہا،

"سموم کو کاسر العاکم مت بننے دینا... اگر اس نے سب رکاوٹیں توڑ دیں تو کوئی اسے روک نہیں پائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم خود کاسر العاکم بنو۔"

پھر اس نے زافیر کے دونوں کندھوں کو تھام کر اس کا رُخ سیدھا کیا اور ہدایت دی،

www.urduboon.com

"ناک کی سیدھ میں باہر نکل جاؤ... لیکن جانے سے پہلے میری ایک التجا سن لو۔"

ہلکے توقف کے بعد ملکہ نے خود ہی دل کی بات کہہ ڈالی،

"جب میری بیٹی جوان ہو جائے تو اسے میرے پاس لانا... میں بس ایک بار اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ صرف ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں... کہ اس نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

یہ کہتے ہوئے اس کی آواز غم اور ٹوٹ پھوٹ سے بھر گئی۔

"میں اسے ضرور لاؤں گا۔" زافیر نے پُرعزم لہجے میں کہا اور ناک کی سیدھ میں بڑھ گیا۔ چند ہی قدم چلنے کے بعد وہ اندھیر نگری سے باہر نکل چکا تھا۔

پیچھے باقی رہ گئیں وہ دو دہکتی آنکھیں... ملکہ دارونتھا کی آنکھیں، جو غصے اور دکھ کی شدت میں لپٹی تھیں۔ اور پھر اگلے ہی لمحے وہ بھی اندھیرے کی گہرائیوں میں گم ہو گئیں۔

oooooooooo

زافیر اندھیر نگری سے نکل آیا تھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر ایک بلند پہاڑی ایستادہ تھی، جس کے سینے میں ایک اندھیری غار کا دہانہ نمایاں تھا۔ جسم کے ہر رگ و پے میں تکلیف کی ٹیسیں محسوس ہو رہی تھیں، مگر اس نے ان کی پرواہ نہ کی اور قدم بڑھا دیے۔

چند ہی لمحوں میں وہ غار کے دہانے تک پہنچ گیا۔ کچھ دیر وہاں رکا، پھر گہری سانس بھر کر اندھیری غار میں قدم رکھ دیا۔ گھپ اندھیرا اس کے چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ وہ چلتا رہا، حتیٰ کہ جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں بھی کالی تاریکی کے سوا کچھ باقی نہیں تھا

اسی دوران ایک تیز، سرد لہر اس کے وجود میں سرایت کر گئی، وہ کانپ اٹھا۔ اگلے ہی لمحے غار کے اندر سے ابھرتی ہوئی روشنی نے اس کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیا۔ روشنی کی سمت قدم بڑھاتے ہوئے وہ باہر نکلا۔۔۔ اور پھر اس کا دل لرز اٹھا۔ وہ ایک انجان، برف پوش پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا تھا، اتنی بلند کہ جیسے آسمان کو چھو رہی ہو۔ چاروں طرف زمین برف کے سفید غلاف میں دفن تھی۔ آسمان پر چند آوارہ بادل تیر رہے تھے جنہوں نے سورج کو اپنی اوٹ میں چھپا رکھا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی مکمل طور پر برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ برفانی ہوا کے یخ بستہ جھونکے اس کے جسم میں اتر کر ہڈیوں کو چیرنے لگے۔

یہ جگہ اجنبی بھی تھی اور ہیبت ناک بھی۔

وہ تھکن اور سردی کے بوجھ تلے نڈھال ہو کر برف پر بیٹھ گیا۔ قریب ہی تاج رکھا اور کانپتے ہاتھوں سے بیگ کھولا۔ مگر اگلے ہی لمحے ایک نئی پریشانی نے اسے گھیر لیا... اس کے پاس کوئی شیشے یا دھات کا ایسا برتن نہیں تھا جس میں وہ چاروں عناصر کو ایک جگہ جمع کر پاتا۔

شدید سردی کی یخ بستہ لہریں اس کے خون کو جما رہی تھیں۔ اس نے ہڑبڑا کر بیگ میں سے پانی کی بوتل نکالی، پھر شنداق کی مٹی اور کازمار کا انگوٹھا بھی باہر رکھ دیے۔ وہ بے چینی سے بیگ کے ہر خانے کو ٹٹول رہا تھا، اس امید پر کہ شاید کوئی چیز مل جائے جو اس کی مشکل آسان کر دے۔ مگر سب کوششیں بے سود نکلیں۔

پھر اچانک ایک خیال بجلی کی طرح اس کے ذہن میں کوندا۔ اس نے بیگ کے اندرونی کپڑے کو دیکھا... وہ پیراشوٹ کا کپڑا تھا۔ کمزور سہی، مگر پانی روکنے کے لیے کارآمد ہو سکتا تھا۔ لمحہ بھر ضائع کیے بغیر اس نے بیگ کے کنارے پکڑے اور ایک ہی جھٹکے میں اسے چیر ڈالا۔

برف پر چوکڑی مار کر بیٹھتے ہوئے اس نے کپڑا زور سے جھاڑا، پھر کپکپاتے ہاتھوں سے اسے اپنی گود میں اچھی طرح پھیلا دیا۔ ہاتھ بڑھا کر سموم کا تاج اٹھایا اور نرمی سے کپڑے پر رکھ دیا۔ اس کے بعد شنداق کی آنکھ والا خول بھی تاج کے اندر رکھا، جیسے کسی مقدس ترتیب کے تحت ایک ایک عنصر اپنی جگہ پر آ رہا ہو۔

کازمار کا کٹا ہوا انگوٹھا تاج کے اندر رکھنے کے بعد اس نے آبیاروس کے آنسو اور پانی کی بوتل اٹھائی۔ ٹھنڈ اس قدر بڑھ چکی تھی کہ ہاتھوں کی انگلیاں حرکت کرنے سے انکار کر رہی تھیں۔ اس کے گال سردی سے سرخ انگاروں کی مانند جلنے لگے تھے، جبکہ ہونٹ سفیدی مائل ہو کر بے جان دکھائی دے رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے گوشت برف میں ڈھل گیا ہو اور خون رگوں میں منجمد ہو چکا ہو۔

بمشکل ہمت جٹا کر اس نے پانی انڈیلا۔ بوتل کا سارا پانی تاج اور باقی عناصر پر بہہ نکلا اور پھر پیراشوٹ کے کپڑے پر پھیل گیا۔ چمکتا ہوا شفاف پانی تینوں عناصر کو کسی حد تک اپنے اندر ڈبو چکا تھا۔ حیرت انگیز طور پر یہ پانی شدید سردی اور منفی درجہ حرارت کے باوجود جم نہیں رہا تھا، مگر زافیر کے اعصاب تیزی سے جواب دے رہے تھے۔

اس نے گردن اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ وہاں دسویں دن کا چاند اپنی مدھم روشنی بکھیر رہا تھا، لیکن سورج کو اب بھی ایک بھاری بادل نے اپنی اوٹ میں چھپا رکھا تھا۔ زافیر کے دل میں ایک انجانا ہول اٹھا... نجانے کب سورج ابھرے گا اور اپنی کرنیں زمین پر برسائے گا۔

www.urdubook.com

وقت تیزی سے ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ ایک طرف اس کے اعصاب ٹوٹنے کے قریب تھے اور سردی خون کو رگوں میں جما رہی تھی، تو دوسری طرف خطرہ منڈلا رہا تھا کہ آبیاروس کو ختم کرنے کے بعد شاہِ سموم کسی بھی پل حقیقی دنیا میں قدم رکھ سکتا تھا۔

یہ کربناک لمحہ زافیر کے دل کو خوف سے جکڑ گیا۔ اس کے لب کپکپاتے ہوئے بمشکل حرکت پائے اور سرگوشی جیسی آواز نکلی،

"...یا اللہ"

یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے دو آنسو بہہ نکلے، جو گالوں پر جمتی ہوئی برف میں کھو گئے۔

oooooooooo

آبیاروس طیش میں آ کر بار بار سموم پر حملے کر رہا تھا۔ وہ اپنی تمام تر طاقت اور توانائی جھونک رہا تھا تاکہ کسی بھی قیمت پر اسے زیر کر سکے۔ کئی وار کاری ثابت ہو رہے تھے جبکہ اکثر میں سموم مہارت سے اپنا دفاع کر لیتا۔

اس بار آبیاروس نے پوری قوت کے ساتھ برفانی ذروں کی ایک تیز اور کاٹ دار لہر سموم کی طرف اچھالی۔ سموم ابھی اپنے دھوئیں جیسے روپ میں ڈھلنے بھی نہ پایا تھا کہ برف کی بھاری تہہ نے اس کے وجود کو ڈھانپنا شروع کر دیا۔ تہہ ہر لمحہ دبیز اور سنگین ہوتی جا رہی تھی۔ آبیاروس کے دل میں یقین کی چمک ابھری کہ اب سموم کو اس جمی ہوئی قید سے نکلنے میں خاصا وقت لگے گا۔

مگر اگلے ہی لمحے اس کا یقین برفانی تہہ کے ساتھ کرچی کرچی ہو گیا۔ ایک ہولناک جھٹکے کے ساتھ سموم نے برف کو توڑ ڈالا۔ اس کا سیاہ وجود دوگنی جسامت کے ساتھ ابھرا، جیسے ایک قہر آلود دیو سامنے کھڑا ہو۔ چاروں طرف برف کے تودے دھماکے سے بکھر گئے اور سموم، اپنی تمام تر ہیبت کے ساتھ، اس کے مقابل سینہ تانے کھڑا تھا۔

آبیاروس نے فوراً دونوں ہاتھوں میں تیز، برفانی تلواریں بنا لیں۔ سموم دھاڑتے ہوئے اس کی طرف لپکا... اس کے قدموں کی آمد سے زمین دہل رہی تھی۔ جب وہ قریب پہنچا تو پوری قوت سے اپنی دھواں دار تلوار نچائی۔ آبیاروس نے دفاع میں تلواریں سامنے کر دیں، مگر سموم کی دھواں دار دھار سے جب وہ ٹکرا گئیں تو ایک گڑگڑاہٹ سی فضا میں گونجی۔ اگلے پل میں سموم نے زوردار لات مار کر آبیاروس کو پیچھے دھکیل دیا، وہ تلواروں سمیت لڑکھڑا کر کمر کے بل گرا۔

سموم تیزی سے دو قدم آگے بڑھا اور ایک بار پھر دھاڑتے ہوئے وار کیا۔ آبیاروس نے ڈھال جیسا انداز اپنایا مگر سموم کی تلوار کی تباہ کن ضرب نے اس کی دونوں تلواروں کو چیر دیا۔ سموم نے فرصت نہیں دی... فوراً ہی مزید ایک تیز وار میں اس کی دونوں کلائیوں کے قریب سے ہاتھوں کو کاٹ دیا۔

کلائیوں سے بہتا پانی سیلاب جیسا زمین پر پھوٹ پڑا۔ اس کے چہرے پر درد کی پرچھائیاں پھیل گئی تھیں۔ سموم نے تلوار پھینک دی، آبیاروس کو گردن سے دبوچ کر ہوا میں بلند کیا اور پھر اندھیر نگری کی طرف جھٹکا مارتے ہوئے اسے اپنے ساتھ اٹھالیا۔ دانت پیستے ہوئے اس نے غضب میں کہا،

"جاؤ... اپنی ماں کے جہنم میں۔۔۔"

اتنا کہتے ہی اس نے آبیاروس کے وجود کو ایک بار گھما کر پوری قوت سے اندھیر نگری کی سمت اچھال دیا۔ آبیاروس فضا میں قلابازیاں کھاتا، بے بس گھومتا ہوا اندھیر نگری کی دیواروں سے جا ٹکرایا اور اگلے ہی لمحے اندھیروں میں غائب ہو گیا۔

سموم ابھی تک فضا میں معلق تھا۔ اس کا دیو قامت جسم آہستہ آہستہ سکڑنے لگا اور وہ دوبارہ اپنے انسانی روپ میں ڈھل آیا۔ پھر اپنی فوج کی طرف رخ کر کے گرجتی ہوئی آواز میں فتح کا اعلان کیا،

"ہم نے اپنا انتقام لے لیا۔۔۔

مٹا دیا انہیں جو ہمیں روکنے کی جرأت کرتے تھے۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔

اس نئی دنیا کی طرف۔۔۔

جہاں ہمارا راج ہو گا۔۔۔!"

یہ کہتے ہی اس کا وجود دوبارہ دھوئیں میں ڈھل گیا اور تیزی سے ایک سمت بڑھ گیا۔ اس کے سپاہی بھی دھوئیں میں تحلیل ہوتے گئے اور یکے بعد دیگرے فضا میں بلند ہو کر اس کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ ان سب کا رخ اس دروازے کی طرف تھا جو حقیقی دنیا کی جانب کھلتا تھا... اس دنیا کی طرف، جہاں پہنچنے کے لیے سموم نے ایک بھائی کو قتل کر ڈالا تھا اور دوسرے کو اندھیر نگری کے جہنم میں دھکیل دیا تھا۔

oooooooooo

www.urdubook.com

آبیاروس لڑکھڑاتا ہوا اندھیر نگری کی تاریکی میں گر پڑا۔ اس کی کٹی کلائیوں سے پانی سیلاب کی مانند زمین پر بہہ رہا تھا، اور کلائیوں میں ایک ایسی تیز، جلتی ہوئی درد کی لہر دوڑ رہی تھی۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے ملکہ کی دہکتی آنکھیں منتظر تھیں۔ انہیں دیکھتے ہی اس کے وجود میں خوف کی ایک ٹھوس لہر دوڑ گئی، آنسوؤں سے تر آنکھیں اور کپکپاتی آواز نکلی،

"ماں... وہ حقیقی دنیا کو تباہ کر دے گا۔"

ملکہ کی آواز میں دکھ تھا، مگر اس کے الفاظ میں اب سردی اور فیصلہ بھی شامل تھی۔ وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولی،

"میں جانتی ہوں، میرے بچے... مگر بہت دیر ہو چکی ہے۔"

وہ تیزی سے التجائیہ لہجے میں بولا،

"اگر... اگر آپ مجھے جانے دیں تو میں اسے روک لوں گا۔"

ملکہ نے اس کی طرف دیکھا... اس نگاہ میں دور دور تک رحم دکھائی نہیں دے رہا تھا... پھر آہستگی سے مگر قطعی انداز میں کہا،

"تم نے کوشش کی اور اپنی حدیں معلوم کر لیں۔ اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ یہ اندھیر نگری ہی اب تمہاری دنیا رہے گی، یہاں سے راہِ فرار نہیں۔"

آبیاروس کا چہرہ سُرخ ہو گیا، آنکھوں میں درد اور امید کا متضاد میل جھلک اٹھا۔ اس نے آخری دم، شکست کھا کر کہا، مگر اس کی آواز میں اب بھی ضد باقی تھی،

"ایک موقع دے دیں... ایک موقع ہی کافی ہے... میں اسے روکوں گا۔ پھر جو چاہو میرے ساتھ کر لیجیے گا۔"

وہ الفاظ درد اور عاجزی کے ملے جلے کانپتے لہجے میں نکلے، جیسے کسی شعلے کے سامنے ہاتھ جوڑ رہا ہو، مگر ملکہ کی آنکھوں میں سکوت کا فیصلہ پہلے ہی بن چکا تھا۔

ملکہ کے لب وا ہوئے تو اس بار اس کی آواز میں طوفانوں کی سی سختی اور آتش فشاں کی سی گرج تھی۔ اس کے الفاظ میں نہ غم تھا، نہ دکھ، نہ کوئی نرمی... صرف ایک بپھری ہوئی ملکہ کا حکم، جو اٹل فیصلے کی مانند گونج رہا تھا،

www.urdubooks.com

"میرا وعدہ تھا کہ یہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہو گا... یہاں آنے پر اذیت تم چاروں کی منتظر ہو گی۔ اب یہی اذیت تمہارا مقدر ہے اور اسی کے ساتھ جینا ہو گا۔ یہ اذیت تب تک نہیں رکے گی، جب تک زمین پھٹ نہ جائے اور سورج بجھ نہ جائے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی آبیاروس کا وجود لڑھکتا چلا گیا... ایک ایسی پستی کی طرف، جس کا نہ کوئی کنارہ تھا نہ انت۔ نیچے اندھیروں کا لامتناہی خلا، جہاں قدم جمانے کے لیے زمین تک میسر نہ تھی۔ اس کا وجود بھاری پتھر کی مانند گرتا ہی چلا گیا، اور اذیت کی وہ دنیا اس کی مستقل قید بن گئی۔

°°°°°°°°°°

زافیر کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، الفاظ زبان سے رک رک کر نکل رہے تھے۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ سچی، سراپا عاجزی دعا مانگ رہا تھا... ایک ٹوٹتے ہوئے انسان کی آواز،

"یا اللہ..." ٹوٹتی ہوئی آواز،

مدد کر، میرے اللہ..." آنسوؤں میں ڈوبتے الفاظ۔

"میری... میری ہمت جواب دے رہی ہے۔

میں مر رہا ہوں۔۔۔

میں... میں زندگی نہیں مانگتا، اے میرے رب۔۔۔

بس بچا لے... اس دنیا کو۔۔۔

میری آبرو کو۔۔

میری حورا کو۔۔۔

یا اللہ۔۔۔"

آنکھوں کی نمی نے اس کی آواز کو مزید بھاری کر دیا، پھر اس کے لبوں سے ایک اور طویل فریاد نکلی۔

"تُو جانتا ہے۔۔۔

میں نے بہت ظلم کیے... خون بہایا۔۔۔

پھر بھی... تو نے مجھے اس گندگی سے نکالا۔۔۔

آج میں تیری ذات کے سامنے سر تسلیم خم کر کے فریاد کر رہا ہوں۔

میں رو رہا ہوں۔۔۔

تجھ سے مدد مانگ رہا ہوں۔۔۔

رحم کر۔۔۔

اس دنیا کو بچالے۔۔۔

شیطانی طاقت اور فتنہ سے۔۔۔

اگر تُو نہیں سنے گا۔۔۔"

اتنا کہتے ہی اُس کا دل اچانک جیسے چھلنی سا ہو گیا... ایک بے قراری، ایک خالی پن اُس کے وجود میں اُتر آیا،

پہلے وہ بے آواز روتا رہا، مگر جب اس کے الفاظ... "اگر تو بھی نہیں سنے گا..." ہوا میں ٹوٹے تو ضبط کے تمام بند ٹوٹ گئے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

"ہم کہاں جائیں گے۔۔۔

میرا کوئی نہیں۔۔۔

بس تو ہے۔۔۔

رحم کر۔۔۔

رحم کر۔۔۔

رحم کر۔۔۔"

www.urduboon.com

یہ آخری التجائیں اس کی زبان پر کانپتی ہوئی ادا ہوئیں۔ ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے، الفاظ مزید نہیں نکل رہے تھے۔ دل کی دھڑکن مدھم پڑتی چلی گئی اور وجود یوں محسوس ہوا جیسے برف میں جم گیا ہو۔

بمشکل اس نے نگاہیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ وہ بھاری بادل ابھی تک سورج کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ وقت جیسے ہر پل اسے موت کی طرف کھینچ رہا تھا، اور وہ آخری امید... تباہی سے بچانے کی آخری تدبیر... اندھیرے میں کھسکتی جا رہی تھی۔

oooooooooo

سموم زمین پر قدم جما چکا تھا۔ اس کی سرخ دہکتی آنکھوں کے سامنے دو بلند درخت ایستادہ تھے، اور ان کے درمیان ایک غیر مرئی، لہراتا ہوا آئینہ نما دروازہ جھلملاتا دکھائی دے رہا تھا... وہی دروازہ جو حقیقی دنیا کی طرف کھلتا تھا۔

وہ لمحہ بھر کو پلٹا اور اپنی فوج کے جمع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ دھوئیں سے بنے اس کے سپاہی ایک ایک کر کے لہراتے وجود سے انسانی شکل میں ڈھلتے گئے اور لمحوں میں میدان کے کونے کونے میں پھیل گئے۔

سموم کڑکتی ہوئی آواز میں گرجا،

"ان درختوں کے درمیان ہے وہ راستہ... حقیقی دنیا کا دروازہ...! وہ دنیا، جو ہماری غلامی کے لیے تڑپ رہی ہے۔ چلو میرے ساتھ.. آج ہم انسانوں کو طاقت کا اصل مطلب سکھائیں گے۔۔۔!"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا۔ ہر قدم کے ساتھ اس کا جوش بڑھتا گیا اور ازلی خواہش کی تکمیل کی سرشاری اس کے وجود کو سرور میں نہلا رہی تھی۔ وہ درختوں کے قریب پہنچا، لمحہ بھر کو رکا، پھر فاتحانہ انداز میں آگے بڑھا اور ان کے درمیان سے گزر گیا۔

لیکن۔۔

وہ تو وہیں کھڑا تھا۔

اب بھی اسی متوازی دنیا میں... انہی درختوں کے پار۔

اس کے چہرے پر حیرت اور شدید اضطراب کی پرچھائیاں پھیل گئیں۔ وہ غصے سے دہاڑا،

www.urdubook.com

"نہیں... یہ ممکن نہیں...! دروازہ یہیں ہونا چاہیے تھا... یہیں تھا دروازہ... مجھے صاف دکھائی دے رہا تھا... کہاں گیا؟"

وہ وحشیانہ غصے سے پلٹا اور درختوں کی سمت نظریں دوڑائیں، مگر دروازہ غائب ہو چکا تھا... دروازہ تو اس کے قدم رکھنے سے پہلے ہی معدوم ہو گیا تھا۔

"چلو...! ہم دوسرے دروازے کی طرف چلتے ہیں!"

یہ کہتے ہی وہ دھواں بن کر فضا میں بلند ہونے لگا اور اس کے سبھی حیران و ہراساں سپاہی بھی یکے بعد دیگرے دھوئیں میں تحلیل ہوتے گئے۔

°°°°°°°°°°

(شاہِ سُموم کے غیر مرئی دروازے میں قدم رکھنے سے چند لمحات قبل)

زافیر کا جسم شدید ٹھنڈ سے پتھر کی مانند اکڑ چکا تھا۔ آنکھیں یخ بستگی میں منجمد ہو گئیں اور وجود یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ برفانی پہاڑ کا حصہ بن گیا ہو۔

اچانک ایک تیز ہوا کا جھونکا آیا، جیسے اس کی گونج آسمان تک پھیل گئی ہو۔ بادل کا بھاری ٹکڑا آہستہ آہستہ سورج کے سامنے سے سرکنے لگا۔ نیم دھندلا سورج نمودار ہوا اور اگلے ہی لمحے اس کی پہلی کرن برف پوش پہاڑ پر گری۔ لمحوں میں برف جگمگا اٹھی، زافیر کی گود میں بہتا پانی سنہری روشنی کے ساتھ کئی گنا چمکنے لگا اور تاج کے اوپر کندہ سنہری نقوش بھی روشن ہو گئے۔

پانی کی لہر حرکت کرتی ہوئی تینوں عناصر پر پھیل گئی۔

شداق کی مٹی، جو پہلے ہی گل چکی تھی، اب اپنا خاکی رنگ کھو رہی تھی۔

کازمار کا انگوٹھا یوں پگھلنے لگا جیسے تیزاب میں ڈبو دیا گیا ہو، ماس گل کر بہنے لگا اور ہڈیاں بھی تحلیل ہوتی جا رہی تھیں۔

سموم کے تاج کی دھات بھٹی کی تپش کی مانند پگھل کر قطرہ قطرہ بہنے لگی۔

تینوں عناصر پگھلتے ہوئے ایک دوسرے میں ضم ہو گئے اور پانی میں مل کر ایک گاڑھا، سنہری سیال مادہ تشکیل دینے لگے۔ اب وہاں صرف وہی گاڑھا مادہ باقی رہ گیا تھا جو سورج کی روشنی میں شعلے کی طرح چمک رہا تھا۔

°°°°°°°°°°

www.urdubook.com

سموم دوسرے دروازے تک پہنچ چکا تھا، مگر وہ دروازہ بھی غائب ہو چکا تھا۔ اس کے دل میں اضطراب کی لہریں ٹوٹنے لگیں۔ جس دنیا تک رسائی کے لیے اس نے صدیوں کی قید جھیلی تھی، اپنے بھائی کا خون بہایا، دوسرے کے ہاتھ قلم کیے... اب وہی دنیا اس کے لیے اپنے دروازے بند کر چکی تھی۔

وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ غصے میں اس نے ایک خوفناک دھاڑ لگائی۔ اس کی آواز نے فضا کو چیر ڈالا اور سبھی سپاہی خوف سے کانپ اٹھے۔ مگر اگلے ہی لمحے ان میں جیسے بھگدڑ سی مچ گئی۔

وہ چیختے چلاتے ہوئے مختلف سمتوں میں بھاگنے لگے، اپنے وجود کو دھوئیں میں بدل کر ادھر اُدھر تحلیل ہوتے جا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سموم لمحہ بھر کو ٹھٹھک گیا۔ وہ غصے سے گرجا،

"رُکو... رُکو!"

لیکن کوئی اس کا حکم سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ کچھ نہ کچھ ضرور گڑبڑ تھی۔

اچانک اس کی نظر ایک سپاہی پر پڑی، جو دھوئیں میں تحلیل ہونے سے ذرا پہلے، اس کے پیچھے دور خلا میں کسی شے کو گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف ناچ رہا تھا۔

سموم نے بے چینی سے پلٹ کر دیکھا... اور اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اندھیر نگری کی دیوار تیزی سے پھیل رہی تھی، ہر شے کو اپنی کالک دار لپیٹ میں کھینچ رہی۔ یہ دیوار متوازی دنیا کے دل تک انگڑائی لے رہی تھی... ایک سیاہ سمندر جو ہر طرف پھیل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اضطراب کی پرچھائیاں پھیلنے لگیں لیکن ایک اطمینان بھی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ملکہ دارو نتھا چاہے پوری متوازی دنیا کو نگل لے، پھر بھی اسے چھو نہیں پائے گی... اس کے رحم کے حلق سے وہ محفوظ رہے گا۔

پھر وہ دیوار اسی تیزی سے اس تک پہنچی اور اندھیرے نے اسے بھی اپنی آغوش میں چھپا لیا۔ سموم کی نظریں ساکت رہ گئیں، سامنے ملکہ کی دہکتی آنکھیں اسے بے رحمی سے گھور رہی تھیں۔ اس نے ہچکچا کر پوچھا،

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

ملکہ نے ایک خوفناک قہقہہ لگایا... گویا زیرِ زمین آتش فشاں پھٹ پڑا ہو... اور گرجتے ہوئے بولی،

"اب یہ دنیا میری ہے... اور تم میرے غلام ہو۔ یہ اذیت نگری تمہارا ابدی مقدر بن چکی ہے۔"

سموم فضا میں معلق رہ کر طنزیہ لہجے میں بولا، اس کی آواز میں چمک بھی تھی اور للکار بھی،

"لیکن آپ جانتی ہیں کہ آپ مجھے چھو نہیں سکتیں۔"

اس ایک جملے میں غرور اور غلط فہمی دونوں جھلک رہے تھے

اس کے الفاظ ابھی پوری طرح لبوں سے نکل بھی نہیں پائے تھے کہ ملکہ ایک جھٹکے سے اس کے قریب آ پہنچی اور اس کی گردن فولادی شکنجے کی طرح دبوچ لی۔

"کس نے کہا کہ میں تمہیں نہیں چھو سکتی؟ اب یہ ساری دنیا میری ہے... اور ہر قانون بھی میرا ہو گا۔۔۔!"

سموم کے چہرے پر دہشت کی گہری پرت اتر آئی۔ وہ خود کو مضبوط ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر آنکھوں کے اندر چھپا خوف صاف جھلک رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ حقیقی دنیا کے دروازے کس طرح بند ہوئے، ملکہ نے کس طرح پوری متوازی دنیا کو اندھیر نگری میں جکڑ لیا... لیکن اب یہ سوچ بیکار تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ ملکہ کی گرفت میں آ چکا تھا... ایسی گرفت جس سے رہائی کا کوئی امکان نہیں تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی لفظ ادا کرتا، ملکہ نے اسے ہلکا سا بلند کیا اور اچانک پستی کی طرف پٹخ دیا۔ وہ گہرائیوں میں اندھیرے کے سمندر کی طرف تیزی سے گرتا چلا گیا۔ اس نے پوری جان سے خود کو دھوئیں میں بدلنے کی کوشش کی، لیکن اس بار اس کا یہ ہنر بیکار ثابت ہوا۔ توازن برقرار رکھنے کی سعی بھی ناکام رہی۔

اب ملکہ پہلے سے ہزار گنا زیادہ طاقتور تھی۔ اس کے قوانین کو توڑنا ناممکن ہو چکا تھا۔ سموم دل ہی دل میں اس دن کو کوس رہا تھا جس دن اس نے حقیقی دنیا میں قدم رکھنے کی خواہش دل میں بسائی تھی۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی... اور پستی کی تاریک گہرائیاں اسے نگلنے کے لیے بازو پھیلائے کھڑی تھیں۔

oooooooooo

سورج کی روشنی اب پوری شدت سے پھیل چکی تھی، مگر زافیر ابھی بے حس و حرکت بیٹھا تھا۔ اس کی گود میں موجود وہ گاڑھا مادہ اچانک لرزنے لگا، جیسے کسی پوشیدہ طاقت نے اسے زندہ کر دیا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ اوپر کو سرکتا گیا... سینے تک، پھر گردن سے گزر کر ناک، منہ، کانوں اور آنکھوں کے راستے اس کے جسم کے اندر اترنے لگا۔ لمحہ بہ لمحہ وہ اس کے وجود میں گھلتا گیا، یہاں تک کہ آخری قطرہ بھی زافیر کی روح میں سرایت کر گیا۔

www.urduboon.com

اچانک اس کے لبوں سے ایک لمبی، گہری سانس نکلی، گویا وہ نئی زندگی کی پہلی سانس لے رہا ہو۔ اس کی نظریں سیدھی اوپر اٹھیں اور پہلی نظر آسمان پر جگمگاتے سورج پر جا ٹھہری۔ پھر اس نے نگاہیں اپنی گود کی طرف جھکائیں... وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ چاروں عناصر غائب ہو چکے تھے۔ اس کے دل پر ایک لمحاتی سکون اترا، جیسے یقین ہو کہ وہ سب جل کر خاکستر ہو گئے ہیں۔

وہ کچھ دیر وہیں بیٹھا گہری اور بھاری سانسیں لیتا رہا۔ اس کے وجود کا درجہ حرارت اب غیر معمولی حد تک بڑھ چکا تھا۔ یخ ہواؤں کے طوفان اور برفانی ماحول کے باوجود اسے سردی کی ذرا بھی شدت محسوس نہیں ہو رہی تھی، جیسے ٹھنڈ کا وجود ہی مٹ گیا ہو۔

شکر کے جذبات سے لبریز اس کی زبان سے آخری الفاظ نکلے،

"یا اللہ! تیرا شکر ہے۔"

وہ آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دل میں یہ امید روشن تھی کہ سموم حقیقی دنیا میں داخل نہیں ہو سکا۔ اس یقین کے ساتھ اس نے پہاڑ کی ڈھلوان کی سمت قدم بڑھایا۔ یہ راستہ جان لیوا حد تک مشکل اور خطرناک تھا، مگر زافیر کے لیے یہ محض ایک اور آزمائش تھی۔ وہ پر عزم تھا کہ اب تک بے شمار کٹھن مراحل پار کر چکا ہے تو یہ رکاوٹ بھی بے معنی ہے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت وہ کس مقام پر ہے، مگر دل میں ایمان کی روشنی اور یقین کا سہارا لیے وہ واپسی کی طرف گامزن ہو چکا تھا۔

°°°°°°°°°°

کازمار برف کی دبیز تہہ میں جکڑا ہوا تھا، مگر اس کی آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ وہ اندھیر نگری کی پھیلتی ہوئی دیوار کو اپنے قریب آتے دیکھ رہا تھا۔ خوف کی لہریں اس کے وجود میں سرایت کرتی جا رہی تھیں لیکن وہ بے بس تھا، برف کے بھاری تودے میں قید ایک اسیر کی مانند۔

آخر کار اندھیر نگری کی دیوار اس برفانی تودے کو بھی اپنے اندر سمیٹتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ اب اس کی آنکھوں کے سامنے صرف تاریکی باقی رہ گئی۔ اچانک تاریکی میں ملکہ کی دہکتی آنکھیں ابھریں... دو شعلوں کی مانند جو اسے گھور رہی تھیں۔

ایک لمحہ گزرا ہی تھا کہ ملکہ نے برف کے تودے کو چھوا اور وہ زوردار دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ کازمار زمین پر دھڑام سے آ گرا۔ اس کے لبوں سے فوراً التجا کے الفاظ پھوٹ پڑے،

www.urduboon.com

"مجھے معاف کر دیجیے...! میں نے شنداق کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ میں... میں حقیقی دنیا تک رسائی کے دروازے بنانے پر کبھی راضی نہیں تھا۔ یہ سب شنداق نے ہماری مرضی کے خلاف کیا تھا۔۔۔!

وہ خوف اور لرزتے ہوئے لہجے میں اپنی صفائی پیش کر رہا تھا، جیسے ابدی اذیت کا خوف اسے رحم کی بھیک مانگنے پر مجبور کر رہا ہو۔

ملکہ اس کی بے بسی سے محظوظ ہوتے ہوئے مسکرائی اور دھیمے مگر زہریلے لہجے میں بولی،

"کچھ مت کہو میرے بچے... میں سب جانتی ہوں۔۔۔"

پھر لمحے بھر کو رکی اور نگاہوں میں خوفناک چمک لیے آگے کہا،

"بس یہ سوچا کہ تمہیں بتا دوں... تمہارا بھائی شنداق مر چکا ہے۔ ہاں... وہ تم تینوں سے زیادہ خوش قسمت نکلا، جو ابدی اذیت سے بچ گیا۔"

ہلکے توقف سے وہ زہر بھرے انداز میں بولی،

"البتہ... میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں اپنے جہنم میں۔"

یہ الفاظ ادا ہوتے ہی کازمار کے پیروں تلے زمین غائب ہو گئی۔ وہ تیزی سے ایک بے انتہا پستی میں گرنے لگا... ایسی پستی جس کی نہ کوئی انتہا تھی، نہ کوئی دوسرا سرا۔ صرف اندھیرا اور لامحدود اذیت، مگر موت کہیں نہیں تھی۔

°°°°°°°°°°

زافیر آخر کار پہاڑ سے اترنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ کوئی عام پہاڑ نہیں تھا بلکہ تبت کے فلک بوس سلسلوں میں سے ایک تھا، جو اس کے گھر اور وطن سے بہت دور واقع تھا۔ دوسرے دن کی شام تک وہ بالآخر اپنے گھر پہنچ گیا۔

گھر پہنچتے ہی اس نے آبرو اور حورا کو تہہ خانے سے نکالا اور بنگلے میں لے آیا۔ آبرو کو اس نے ذرا سا بھی احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ اس کی اصل حقیقت جان چکا ہے... کہ وہ کوئی عام بچی نہیں بلکہ روشنی کی ملکہ، لومیشرا ہے۔

وہ اب جانتا تھا کہ آبرو ابتدا سے ہی چہرے پر نقاب اوڑھے زندگی گزار رہی ہے، خود کو چھپائے رکھا۔ یہ خوش فہمی اب تک اس کے وجود میں قائم تھی اور زافیر نے بھی جان بوجھ کر وقتی اسے قائم رہنے دیا۔

وہ چاہتا تھا کہ آبرو پر سچائی ظاہر کرنے سے پہلے، اس معاملے میں ایک بار حورا سے مخلصانہ مشورہ کرے، تاکہ درست فیصلہ کرنے میں اسے رہنمائی مل سکے۔

اب زافیر کے چہرے پر سکون کی گہری لہر تھی۔ اسے یقین تھا کہ سموم اس دنیا میں داخل نہیں ہو پایا، کیونکہ فضا میں امن قائم تھا۔ نہ زمین ہل رہی تھی، نہ ہی طوفان کے کوئی آثار باقی تھے۔ ہر شے پُر سکون تھی، جیسے کائنات نے لمحہ بھر کے لیے اپنی سانس روک لی ہو۔

ان آفات نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ کئی دیہات زمین میں دھنس گئے، بڑے بڑے شہر اجڑ گئے اور لاکھوں انسان لقمۂ اجل بن گئے۔ پوری دنیا ایک شدید دھچکے کی زد میں تھی... ایسا دھچکا جس سے نکلنے میں شاید دہائیاں لگ جائیں۔ مگر انسان کی یہی خوبی ہے کہ وہ ہر بار بربادی سے ابھرنا جانتا ہے، خود کو سنبھالتا ہے اور آگے بڑھنے کی راہ نکال لیتا ہے۔

دنیا کے ہر نیوز چینل پر تجزیہ نگار اور ماہرین تبصرے کر رہے تھے۔ ہر طرف اسی تباہی کا چرچا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ سب کیوں شروع ہوا اور اچانک کیسے ختم ہو گیا۔ ہر ماہر اپنے علم اور فہم کے مطابق قیاس آرائیاں کر رہا تھا، لیکن سب کے ذہنوں میں صرف ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا،

اگر دوبارہ ایسا ہوا تو کیا ہم اس تباہی کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں گے؟ یا ایک بار پھر ان آفات کے سامنے بے بس ہو جائیں گے؟

یہ ایسا سوال تھا جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا، مگر فکر ہر دل پر سایہ فگن تھی۔

oooooooooo

رات کا پچھلا پہر تھا۔ کمرے میں مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ زافیر اور حورا بیڈ پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ زافیر اپنے لہجے میں بھاری سنجیدگی لیے حورا کو اپنی پوری مہم کی کہانی سنا رہا تھا... چاروں بادشاہوں کی خونریز جنگ، ملکہ دارونتھا کے راز، آبرو کی اصل حقیقت اور پھر متوازی دنیا کو ہمیشہ کے لیے حقیقی دنیا سے کاٹ دینے کا فیصلہ۔ ہر لفظ کے ساتھ حورا کے چہرے کے رنگ بدلتے جاتے تھے... کبھی حیرت، کبھی خوف، کبھی یقین اور بے یقینی کی ملی جلی جھلک۔

سب کچھ سننے کے بعد وہ دھیرے سے بولی،

"مجھے یقین نہیں آتا کہ آبرو انسان نہیں، بلکہ روشنی کی ملکہ ہے... ناقابلِ یقین ہے یہ۔"

زافیر نے گہری سانس لیتے ہوئے نرم لہجے میں کہا،

www.urdubook.com

"ہاں... میرے لیے بھی ماننا آسان نہیں، لیکن حقیقت یہی ہے۔ وہی تھی جس نے تمہیں بچایا اور ہمیں یہاں تک پہنچایا۔"

حورا نے تجسس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور آہستہ سے پوچھا،

"اب آپ کیا کرنے کا سوچ رہے ہیں؟"

"اسی بارے میں تو مجھے تم سے مشورہ چاہیے۔"

کیسا مشورہ؟" حورا نے مزید حیرت سے پوچھا۔"

"کیا میں آبرو سے یہ سوال کروں؟ اس نے اپنے بارے میں جھوٹ کیوں کہا؟ اپنی حقیقت کیوں چھپائی؟"

حورا چند لمحے خاموش رہی، پھر آہستگی سے بولی،

"کیا آپ نے کبھی اس سے، اس کے والدین کے بارے میں پوچھا تھا؟"

وہ چونکا، فوراً جواب دیا،

"نہیں... کیونکہ مجھے لگا وہ درندوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔"

حورا نے نرمی سے ایک اور سوال کیا،

"کیا آبرو نے کبھی یہ کہا کہ وہ واقعی اس کے والدین تھے؟ یا آپ نے خود کبھی جاننے کی کوشش کی؟"

یہ سن کر وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ حقیقت تو یہی تھی کہ آبرو نے کبھی نہیں کہا تھا کہ اس کے والدین مر چکے ہیں۔ ایک بار جب اس نے ذکر چھیڑا بھی تو بس اتنا کہا تھا کہ "جب میں درخت کے پیچھے بیٹھی تھی اور آپ کی آنکھوں میں شفقت دیکھی، تب آپ میرے لیے پورے خاندان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔"

اس کے الفاظ میں والدین کے مرنے کا ذکر کہیں نہیں تھا۔ اور نہ ہی اس نے کبھی حقیقت جاننے کی کوشش کی۔

وہ آہستگی سے سر جھکا کر نفی میں بولا،

"نہیں۔۔۔"

حورا ایک بار پھر گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ چند لمحے بعد اس نے نرم لہجے میں کہا،

"میں صرف اتنا ہی کہوں گی کہ آبرو کا بھرم قائم رہنے دیں۔ اسے محبت کی ضرورت تھی اور وہ محبت اسے آپ سے ملی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایک بار بھی اس سے پوچھیں کہ سچ بتاؤ تم کون ہو، تو وہ آپ کو سب کچھ بتا دے گی۔ لیکن اس کے بعد آپ کا باپ بیٹی والا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ نہ آپ کے جذبات پہلے جیسے رہیں گے اور نہ ہی وہ اپنی حقیقت ظاہر کرنے کے بعد یہاں ٹھہر پائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ جیسے سب چل رہا ہے، ویسے ہی چلنے دیں۔"

زافیر نے جھٹ سے کہا،

"تو کیا میں اسے دھوکے میں رکھوں؟"

حورا نے فوراً نفی میں سر ہلایا اور پُرعزم لہجے میں بولی،

"نہیں... یہ دھوکہ نہیں ہے۔ وہ چاہے روشنی کی ملکہ ہو، مگر دل سے ایک معصوم بچی ہے، ہماری بیٹی ہے۔ ایسی بیٹی جس کے دل میں ایک راز ہے، مگر ساتھ ہی وہ آپ سے بے پناہ محبت کرتی ہے، آپ کے لیے جان دینے کو بھی تیار ہے۔ وہی بیٹی جس نے آپ کو بچانے کے لیے اپنا خون تک بہا دیا۔ میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ جس راز کو اس نے خود سنبھال رکھا ہے، اسے راز ہی رہنے دیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وقت آنے پر وہ سب کچھ خود آپ سے کہہ دے گی۔"

حورا کے ان الفاظ نے زافیر کو گہری سوچ میں ڈال دیا۔

کافی دیر سوچ کر وہ بولا

"آبرو کو بار بار مجھے خون پلانے کی ضرورت نہیں تھی... اس کے روشنی بھرے چند قطرے ہی میرے لیے شفا بن گئے تھے۔ مگر وہ اپنے خوف اور محبت کی وجہ سے بارہا مجھے اپنا خون پلانے پر مجبور رہی۔ اسے ڈر تھا کہ اگر وہ رک گئی تو میں مر جاؤں گا۔ اسی خوف و چاہت کی وجہ سے اس کے خون کی خوشبو میرے وجود میں بس گئی۔"

www.urduboon.com

ملکہ نے اسی خون کی مہک سے مجھے پہچان لیا... اسی مہک نے اسے بتادیا کہ میں کون ہوں۔ مگر آبرو کے خون کی بدولت ہی وہ میرا دماغ پڑھ نہیں پائی۔ اور جب اس نے آخری بار مجھے اپنا خون پلایا، تو وہ معمولی خون کا ذائقہ نہیں تھا۔ خون سا ضرور تھا مگر اس میں کچھ عجیب، غیر معمولی لمس تھا... وہی ذائقہ مجھے ملکہ کے جسم میں محسوس ہوا جب میں نے اس پر حملہ کیا۔

"آبرو نے اپنا خون دے کر مجھے محض آدم خوری کے دلدل سے نہیں نکالا، بلکہ اس نے مجھے ملکہ دارونتھا کے قہر سے بھی بچایا۔ اسی تحفے کی بدولت میں نے آخر کار دنیا کو ایک بڑی تباہی سے بچالیا۔"

حورا نے نرم لہجے میں کہا،

"اسی لیے میں کہتی ہوں... اسے بیٹی بنا کر رکھو۔ وہ معصوم بچی ہے، باپ کا سایہ اس سے مت چھینو۔"

زافیر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا،

"ٹھیک ہے۔ جب تک خُدا اس کا پردہ بنائے رکھے گا، میں حقیقت کا پردہ نہیں اُٹھاؤں گا۔ وہ چاہے روشنی کی ملکہ ہی کیوں نہ ہو، میرے لیے وہ میری معصوم بیٹی ہے... وہی جسے میں بے پناہ چاہتا ہوں اور جس کی خوشی کے لیے میں ہر قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں۔"

حورا مسکرائی اور آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ آخر کار وہ خطرات کی طویل گھاٹی کو عبور کر چکے تھے۔ اب ایک پرسکون زندگی ان کے منتظر تھی۔ ایک ایسی زندگی جس میں سکون، خوشی کے لمحات اور ایک دوسرے کا سہارے سے بھرپور مستقبل تھا۔

°°°°°°°°°°

بروم شہر، آسٹریلیا

ملکہ... وہی پراسرار حسینہ جو زمار اور رینا کو اندھیر نگری کے قریب ملی تھی... اب اپنے حقیقی دنیا کے بنگلے میں موجود تھی۔ وہ ایک بھاری دھاتی برتن سے ابلتے ہوئے انسانی اعضاء نکال کر، نوچ نوچ کر بڑے سکون اور وحشت انگیز لذت کے ساتھ کھا رہی تھی۔

یہ بنگلہ اس کی ذاتی ملکیت تھا، جو اس نے چند سال قبل تعمیر کروایا تھا۔ یہ بالکل اسی مقام پر بنایا گیا تھا جہاں کبھی متوازی دنیا کا دروازہ موجود تھا۔ وقت کے ساتھ وہ دروازہ مٹی کی تہوں تلے دب کر بند ہو گیا تھا، مگر ملکہ نے تہہ خانہ کھدوا کر اسے نئے سرے سے کھول دیا تھا۔

www.urdubooon.com

جب وہ آخری لقمہ بھی ختم کر چکی، تو کمرے کی خاموش فضا میں اس کے پالتو غیر مرئی سائے کی سرگوشی ابھری،

"زلزلہ تھم گیا ہے... نہ بارش باقی رہی... نہ آگ کی برسات... لگتا ہے جنگ رک چکی ہے... ہمیں اب واپس لوٹ جانا چاہیے۔"

ملکہ کے لبوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ ابھری اور وہ آہستگی سے بولی،

"چلو، چلتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے ہڈیاں برتن میں ڈالیں اور برتن اٹھا کر تہہ خانے کی جانب بڑھ گئی۔ نیچے پہنچتے ہی، اس نے برتن ایک ہاتھ پر جما کر دیوار میں چھپا ہوا دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے دو قدم دور وہی راستہ نظر آیا جو بظاہر کسی ٹھوس مٹی کی دیوار سا دکھائی دیتا تھا۔ ملکہ نے عجلت میں قدم آگے بڑھایا تا کہ متوازی دنیا میں داخل ہو سکے، مگر اگلے ہی لمحے اس کا سر اور برتن دونوں اس ٹھوس دیوار سے جا ٹکرائے۔ برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر لڑھک گیا اور وہ کراہتے ہوئے پیچھے ہٹ گئی۔

ایک شدید حیرت اور غصے کی لہر اس کے چہرے پر دوڑ گئی۔ وہ گھبراہٹ میں دیوار کی طرف لپکی اور ہاتھ پھیر کر دیکھنے لگی، لیکن اب وہ دروازہ مکمل طور پر بند ہو چکا تھا۔ سامنے صرف سخت مٹی کی دیوار کھڑی تھی۔

ملکہ لرزتی آواز میں بڑبڑائی،

"یہ... یہ دروازہ بند کیسے ہو گیا؟ یہ ناممکن ہے!"

اسی لمحے کمرے کی تاریکی میں غیر مرئی سرگوشی ابھری،

"شاید شہنشاہ مارے گئے ہوں... اسی لیے دروازہ بند ہو گیا ہے۔"

"نہیں... اگر چاروں بادشاہ مارے جائیں اور ملکہ دارونتھا بھی موت کی نذر ہو جائے تب بھی یہ دروازے بند نہیں ہو سکتے۔ یہ ناممکن ہے۔۔۔!"

وہ غصے سے دہاڑی اور دوبارہ مٹی ٹٹولنے لگی۔

اسی لمحے وہی غیر مرئی سرگوشی دوبارہ ابھری،

"تو پھر یہ بند کیسے ہو گیا؟"

ملکہ کا غصہ مزید بھڑک اٹھا۔ وہ گرجی،

"بکواس بند کرو! مجھے کیا معلوم کیوں بند ہو گیا!"

کچھ لمحے مزید مٹی کھرچنے کے بعد وہ جھنجھلاہٹ سے پلٹی اور چیخ کر بولی،

"ہمیں کوئی اور دروازہ تلاش کرنا ہو گا۔ چلو، میرے ساتھ۔"

وہ برق رفتاری سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ اس کے چہرے پر اشتعال اور الجھن کی لکیریں نمایاں تھیں۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سب کیوں ہوا، کہاں سے بگاڑ پیدا ہوا اور کس نے دروازہ بند کیا۔ لیکن ایک بات یقینی تھی... یہ اس کے لیے اب ایک معمہ بن چکا تھا، ایک ایسا راز جو کبھی اس کے ہاتھ نہیں آسکے گا۔

°°°°°°°°°°

نو سال بعد:

آبرو اب ننھی بچی نہیں رہی تھی۔ وہ جوان لڑکی بن چکی تھی۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں گہری نیند میں تھی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا کہ اچانک اس کے وجود سے روشنی پھوٹنے لگی... پہلے مدھم سی، پھر آہستہ آہستہ بڑھتی ہوئی، کمرے کی تاریکی کو چیرتی ہوئی۔

وہ خواب میں ڈوبی تھی، خواب میں اندھیر نگری کا منظر اس کے سامنے رواں تھا۔ آبیاروس گہرائیوں کی طرف گرتا جا رہا تھا، اس کی وجود پر بڑے کیڑے لپٹ چکے تھے۔ وہ اسے نوچ نوچ کر چاٹے جا رہے تھے۔ آبیاروس درد سے کراہ رہا تھا، اس کی آواز کانپ رہی تھی، وہ لاچار ہو کر پکار رہا تھا،

"مجھے بچاؤ۔۔۔

میری بہن۔۔۔

میری مدد کرو۔۔۔

...لومیٹرا

مجھے اس اذیت سے نجات دلاؤ۔۔۔

www.urduboon.com

مجھے یہاں سے نکالو، آبرو۔۔۔

مجھے بچالو، میں اور نہیں سہہ سکتا۔۔۔"

وہ چیخ رہا تھا، رو رہا تھا اور بلبلا رہا تھا، اس کی فریاد خواب کی حد سے نکل کر کوئی زندہ شکوہ بن چکی تھی۔

تبھی اچانک دروازے پر زوردار دستک ہوئی... یوں جیسے کوئی دروازہ توڑنے ہی والا ہو۔ ایک جھٹکے سے آبرو کی آنکھ کھل گئی اور اس کے وجود سے پھوٹنے والی روشنی لمحے میں بجھ گئی۔

وہ چند لمحے کے لیے دم بخود لیٹی رہی۔ ذہن میں اب بھی آبیاروس کی آہ وفغاں گونج رہی تھی، لیکن دروازے پر دوبارہ بھاری دستک کی گونج نے خواب کی دھند کو توڑ دیا۔ وہ فوراً بیڈ سے اٹھی اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازہ کھلتے ہی زافیر سامنے کھڑا تھا، اس کے بالوں میں سفیدی جھلک رہی تھی۔ آبرو کے خون نے نہ صرف اسے آدم خوری سے بچایا بلکہ اس کی امرتا چھین کر اسے اب ایک عام انسان بنا دیا تھا۔

اس کے چہرے پر پریشانی کی گہری لکیریں ابھر رہی تھیں۔ وہ ہانپتے ہوئے بولا،

"وہ... وہ تمہاری ماما کی طبیعت خراب ہو گئی ہے... جلدی کرو، ہمیں فوراً اسپتال جانا ہو گا۔"

یہ سنتے ہی آبرو کے چہرے پر ایک انوکھی چمک دوڑ گئی، جیسے کسی انتظار کا وقت آن پہنچا ہو۔ وہ خوشی سے چہک کر بولی،

"اس کا مطلب... وقت ہو گیا۔"

زافیر بے چینی اور اضطراب سے بولا،

"بکواس مت کرو... جلدی کرو!"

آبرو نے فوراً چہرے پر سنجیدگی سمیٹتے ہوئے کہا،

"آپ چلیں... میں ابھی آتی ہوں۔"

www.urduboon.com

یہ سن کر وہ پلٹ گیا۔ زافیر اور حورا کی شادی کو نو سال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا اور وہ بچے کی خواہش میں ترستے رہے، لیکن اب خدا نے ان کی سن لی تھی اور آبرو کو ایک بھائی ملنے والا تھا۔ اسی وجہ سے دل میں مسرت اور حورا کے لیے فکر دونوں ایک ساتھ بسا ہوا تھا۔

آبرو نے جلدی سے چپل پہنی اور دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ خواب کے تازہ مناظر دوبارہ اس کے دماغ میں ابھر رہے تھے، لیکن اس نے سبھی خیالات کو جھٹک دیا اور زیر لب بڑبڑائی،

"سڑو، مرو، جو جی میں آئے کرو... میں کیا کروں؟ میری بھی ایک زندگی ہے، میری اپنی فیملی ہے جو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔"

وہ یونہی بڑبڑاتے ہوئے زافیر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

oooooooooo

زافیر اور آبرو آپریشن تھیٹر کے باہر بے چینی سے قدم بھرتے رہے۔ ننھے وجود کی رونے کی آواز نے انہیں خوشخبری سنادی۔ آبرو کا چہرہ خوشی سے کھِل گیا، لیکن زافیر ابھی بھی پریشان تھا... اس کی بے چینی وہی سمجھ سکتا تھا جو پہلی بار باپ بن رہا ہو۔

چند لمحے بعد ایک نرس مسکراتے ہوئے بچہ گود میں اٹھائے باہر آئی۔ آبرو کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا اور زافیر فوراً اس کی طرف بڑھا، بے چینی سے پوچھا،

"میری بیوی کیسی ہیں؟"

نرس نے مسکرا کر جواب دیا،

"پریشان نہ ہوں، وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ انہیں بے ہوشی کا انجکشن دیا گیا ہے، دو گھنٹوں میں ہوش میں آجائیں گی۔"

زافیر کے بولنے سے پہلے ہی آبرو جلدی سے نرس کی طرف لپکی اور چہکتے ہوئے بولی،

"!جلدی کرو... جلدی کرو... میرا بھائی مجھے دو"

نرس فوراً اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور شرارت سے بولی،

"ایسے کیسے... پہلے مبارک دو، پھر ملے گا۔"

www.urduboon.com

آبرو نے بُرا سا منہ بنایا اور فوراً پلٹ کر زافیر کے کوٹ کی جیب میں ہاتھ گھسا دیا۔

"ارے، کیا کر رہی ہو؟" زافیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ تو چپ ہی رہیں۔" وہ چہک کر بولی اور جو بھی نوٹ ہاتھ میں آئے، انہیں کھینچ لیا۔ فوراً نرس کے ہاتھ میں تھما کر بچہ اس کی گود سے لے لیا۔

"ہائے میرا لاڈو بھائی..." خوشی سے چہکتے ہوئے اس کے گال پر بوسہ دیا اور فوراً زافیر کی طرف دیکھ کر بولی،

"بابا... دیکھیں نا... کتنا پیارا ہے... گولو مولو سا۔"

اس کی بے انتہا خوشی دیکھ کر زافیر مسکرا کر رہ گیا۔ وہ بھی خوش تھا، لیکن اندر ہی اندر حورا کی فکر بھی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ حورا ٹھیک ہے اور جلد ہی ہوش میں آجائے گی، لیکن ایک محبت کرنے والا شوہر ہمیشہ اپنی بیوی کے لیے فکر مند رہتا ہے۔

وہ سوچوں میں گم تھا کہ اچانک آبرو نے پوچھا،

"بابا... اس کا نام کیا رکھنا ہے؟"

"آزلان... آزلان زافیر۔۔۔"

آبرو فوراً خوشی سے آواز بھر کر بولی،

"ہوووو... انکل آزلان... ہمارے ننھے سے انکل آزلان۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اس کے گال چوم لیے۔

زافیر کی آنکھوں کے کناروں پر نمی ابھر آئی۔ ایک بار پھر آزلان کی یاد دل کو چھو گئی، لیکن آج یہ نمی دکھ یا درد کی نہیں بلکہ خوشی کی تھی۔ اس نے زندگی کے کئی سال سکون اور خوشیوں کے ساتھ گزارے تھے، اپنے خاندان کے ساتھ ہر لمحہ راحت سے بھرا ہوا۔ گذرے نو سالوں میں اس کی زندگی کا ہر پل خوشیوں اور سکون سے معمور رہا۔

اب خدا نے اسے ایک بیٹے کی نعمت سے بھی نواز دیا تھا۔ ہزاروں مشکلات دیکھیں، اپنوں کو کھویا، لیکن آخر کار راحت کے لمحات مل ہی گئے۔ اب اس کے پاس وہ سب کچھ تھا جو ایک عام انسان اپنی زندگی میں چاہتا ہے... دولت، شہرت، عزت اور ایک خوشحال خاندان... بیٹی، بیوی اور اب بیٹے کی نعمت۔

www.urduboon.com

اسے اب مزید کسی چیز کی طلب نہیں تھی۔بس وقت گزرے، وہ حورا کے ساتھ بوڑھا ہو، اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھے اور پھر ایک دن اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔یہی اس کی آخری تمنا تھی۔

oooooooooo

ختم شُد

www.urduboon.com